هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 16 | جمعۃ المبارک 18/دسمبر 2009ء | یکم محرم الحرام 1430 ہجری قمری ❁ 18/فتح 1388 ہجری شمسی | شمارہ 51

اللہ کی حفاظت میں

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رات کے وقت آنحضرت ﷺ کی حفاظت کی غرض سے پہرہ لگایا جاتا تھا۔ مگر جب آیت ”وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ“ نازل ہوئی تو آپؐ نے خیمہ سے باہر جھانکا اور فرمایا۔ اے لوگو اب تم جا سکتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود میری حفاظت کی ذمہ داری لے لی ہے ۔

(جامع ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ سورۃ المائدۃ۔ حدیث نمبر 2972)

اگر اپنا اصول یہ بنا لیں کہ صبر اور دعا سے کام لینا ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے تو تمام عائلی مسائل جو ہیں وہ محبتوں میں بدل جائیں گے۔ اور یہ تبدیلی ہر احمدی میں پیدا ہونی چاہئے۔ ورنہ وہ اس عہد کو پورا کرنے والا نہیں ہوگا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔

لجنہ اماء اللہ UK کے سالانہ اجتماع کے موقع پر قرآن مجید و احادیث نبویہ کی روشنی میں نہایت اہم نصائح۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے روح پرور خطاب

بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ۔ بتاریخ 4/اکتوبر 2009ء بروز اتوار بمقام اسلام آباد (یوکے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔

(سورۃ النساء:2)

لجنہ اماء اللہ کے اجتماع پر عموماً یہ روایت ہے کہ آخری تقریر میری ہوتی ہے۔ اس کے بعد دعا کے ساتھ اجتماع ختم ہو جاتا ہے۔ اس سال کیونکہ انصار اللہ کا بھی اجتماع آپ کے ساتھ ہی ہو رہا ہے اور اُس میں بھی میری شمولیت ہونی تھی، اس لئے یہی پروگرام بنایا گیا کہ آپ کو مَیں پہلے وقت کچھ باتیں کہہ لوں اور انصار اللہ کو آخر میں دوپہر کے سیشن میں۔ بہرحال انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے ایک ہی وقت میں اجتماع کرنے کا اس دفعہ یہ پہلا تجربہ ہے۔ کس حد تک یہ تجربہ کامیاب ہوا ہے؟ اس بارے میں تو جو لوگ یہاں آئے ہیں اُن کے تأثرات سے بعد میں پتہ لگے گا لیکن جو حاضری کی رپورٹ پیش کی ہے اُس سے لگتا ہے کہ گذشتہ سال کی نسبت اس سال حاضری کم ہے یا ٹرانسپورٹ کے مسائل ہیں یا اور کچھ وجوہات ہیں یا لوگوں کو لندن سے یہاں آنے میں دقّت ہے۔ جو دُور کی مجالس ہیں وہ تو یقیناً آئی ہوں گی۔ جس طرح لندن کے لئے آنا ہے اُسی طرح اسلام آباد آنا ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ لندن کی حاضری یا اجتماع میں شمولیت اس دفعہ کم ہے۔ بہرحال جو بھی وجہ ہے۔ اور یہاں اجتماع کرنے کے باقی انتظامی لحاظ سے بھی کیا فائدے اور کیا نقصان ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں بھی بعد میں آپ لوگوں کے تأثرات سے ہی علم ہو سکتا ہے۔

اب میں اپنے مضمون کی طرف آتا ہوں اور آپ سے چند باتیں کہنی چاہتا ہوں جس کی آج کے احمدی معاشرے میں مردوں اور عورتوں دونوں کو بہت ضرورت ہے۔ لیکن کیونکہ میں آپ سے مخاطب ہوں اس لئے عورتوں کے حوالے سے بات کروں گا اور یہ تمام باتیں قرآن کریم اور احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر بنیاد رکھتے ہوئے میں کر رہا ہوں اور ظاہر ہے خلیفہ وقت جب بھی کوئی بات کرتا ہے تو انہی پر بنیاد رکھتے ہوئے بات کرتا ہے اس سے باہر نہیں جا سکتا۔ اس لئے ایک احمدی مسلمان کے ذہن میں کبھی یہ سوال نہیں اٹھنا چاہئے کہ یہ مشرق میں رہنے والی عورت کے لئے باتیں ہیں یا مغرب میں رہنے والی عورت کے لئے باتیں ہیں۔ مغرب میں رہنے والی عورتوں سے مراد وہ احمدی عورتیں ہیں جو خالصتاً مغربی نسل یعنی یورپین قوموں سے ہیں۔ مختلف اقوام کے جو لوگ ہیں جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا۔ یا ایشین اور افریقن قوموں کی احمدی ہیں جو یہیں پیدا ہوئیں اور یہیں پلی بڑھیں یا بچپن یا جوانی کی عمر میں یہاں آ کر آباد ہو گئیں۔ اگر ہمارا یہ دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ یقیناً اسلام کے دعویٰ، قرآن کریم کے دعویٰ اور آنحضرت ﷺ کے دعویٰ کے عین مطابق ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہے اور اس میں بیان کردہ احکامات اور تعلیمات ایسی ہیں جن کے متعلق یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ اس پر عرب قوم کے لئے عمل کرنا تو آسان تھا لیکن عرب دنیا سے باہر اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ نہیں، بلکہ قرآنی تعلیمات جیسی عربوں کے لئے قابل عمل اور اُن کی فطرت کے مطابق تھیں ویسی ایشیا کے دوسرے ممالک کے لئے قابل عمل اور فطرت کے مطابق ہیں اور اُسی طرح یورپ کے لئے بھی ہیں اور افریقہ میں بسنے والوں کے لئے بھی ہیں اور جزائر میں رہنے والے لوگوں کے لئے بھی ہیں اور امریکہ کے رہنے والے لوگوں کے لئے بھی ہیں اور اسی طرح یہ تعلیم جیسی آج سے پندرہ سو سال پہلے قابل عمل تھی ویسی آج بھی قابل عمل ہے اور قیامت تک یہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے مطابق اپنی تعلیم پیش کرنے والا ہے۔ پس یہ خیال کرنا کہ اسلام کوئی دقیانوسی اور پرانے زمانہ کا مذہب ہے، اس کے احکامات بڑے سخت ہیں، اس میں سختی اور شدت پائی جاتی ہے، یہ سب لغو اعتراضات ہیں، فضول اعتراضات ہیں جو آجکل بڑی شدت سے غیر مسلم معترضین کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم وہ جامع اور مکمل ضابطہ اخلاق ہے جس نے گھریلو سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک اور بچوں کے حقوق و فرائض سے لے کر حکومتوں کے حقوق و فرائض تک تمام باتیں بیان فرما دی ہیں۔ گھریلو امن و سلامتی کے قائم رکھنے کے اصول بھی بتا دیئے اور معاشرے کے امن اور سلامتی کے قائم رکھنے کے اصول بھی بتا دیئے۔ اور پھر بین الاقوامی سطح پر قیام امن کے لئے سنہری اصولوں کی نشاندہی بھی فرما دی۔ آج بھی دنیاوی طور پر اپنے آپ کو بڑا ترقی یافتہ سمجھنے والے جو لوگ ہیں اور جو اپنے آپ کو روشن دماغ سمجھتے ہیں، اُن کے سامنے جب اسلام کی خوبصورت تصویر پیش کی جائے تو بے اختیار اُن کا پہلا ردّ عمل یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ اسلامی تعلیم ہے تو اس سے تو سوائے امن، پیار، محبت اور بھائی چارے کے کچھ نہیں پھیل سکتا۔ یہ پیار، امن، محبت اور بھائی چارہ پھیلانے والی تعلیم ہے۔

پس کسی سچے احمدی مسلمان عورت یا مرد، نوجوان یا بچے کو اس بات پر شرمسار نہیں ہونا چاہئے، شرمندہ نہیں ہونا چاہئے، کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان ہونے کی وجہ سے بعض تعلیمات پر عمل کر کے لوگوں کے تمسخر کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ لوگ ہمارے پردہ کا مذاق اڑاتے ہیں یا ہمارے برقعہ کا مذاق اڑاتے ہیں، یا ہمارے لباس کا مذاق اڑاتے ہیں یا ہماری نماز کے طریق کا مذاق اڑاتے ہیں۔ نوجوان بچیوں کو اور اُن لوگوں کو جو کسی بھی وجہ سے یہاں کے لوگوں کی باتوں کو سن کر کسی قسم کے Complex کا شکار ہو جاتے ہیں اس کی بالکل بھی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ اگر یہاں لوگوں کو، نوجوانوں کو جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے، جن کے چرچ بھی اب فروخت کے لئے بازار میں رکھ دیئے گئے ہیں، اس بات پر فخر ہے کہ ہم ہی صحیح ہیں اور آزادی کے نام پر جو چاہو کر لو اور وقت ثابت کر رہا ہے کہ اُن کی اس

سوچ کے نتائج اُنہیں اخلاقی گراوٹوں میں گراتے چلے جارہے ہیں۔ بچے ہیں تو وہ ماں باپ کی بے ادبی میں اس قدر بڑھ گئے ہیں، جیسا کہ مَیں اپنے خطبے میں بھی ذکر کر چکا ہوں کہ اب اس غیر ضروری اور بچوں کے بیجا حقوق کے تحفظ کے خلاف ٹی وی پروگراموں پر آوازیں بھی اٹھنے لگ گئی ہیں کہ معاشرے کا امن، گھروں کا سکون اور بچوں کے اخلاق اس قدر نیچے گررہے ہیں اور تباہی کی طرف جارہے ہیں کہ اس کا سدّ باب کرتے ہوئے ہمیں کچھ حدود لاگو کرنی پڑیں گی۔

پھر میاں بیوی کے تعلقات اور رشتوں کو قائم رکھنا ہے تو وہ گرتے چلے جارہے ہیں اور انحطاط پذیر ہیں۔ برداشت نہ ہونے کی وجہ سے رشتے ٹوٹ رہے ہیں۔ طلاقوں کی شرح بے انتہا ہے۔ Arranged Marriage کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور اس کو رشتے ٹوٹنے کی وجہ بیان کیا جاتا ہے۔

جو یہاں کے رہنے والے ہیں جو مسلمان نہیں ہیں جو احمدی نہیں ہیں ان لوگوں کے تو Arranged Marriage نہیں ہوتے پھر کیوں اتنے زیادہ ان کے رشتے ٹوٹتے ہیں۔ اکثریت کے رشتے ٹوٹ رہے ہیں، ان کی ایک بہت بڑی شرح جو ہے جو percentage ہے، اُن کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ اپنی پسند کی شادیاں کررہے ہوتے ہیں۔ رشتے ٹوٹنے کی کچھ اور وجہ بھی ہے جو بے صبری ہے اور تقدس کی پامالی ہے۔ عورت نہ خود اپنا تقدس قائم رکھتی ہے اور نہ ہی مرد اس کا تقدس قائم رکھتا ہے اور پھر بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں پھر رشتے ٹوٹتے چلے جاتے ہیں۔ بہت سے بچے جن کے single parents ہیں بہت سی برائیوں میں مبتلا ہیں۔ نہ ہی ان پر معاشرہ کی کوئی پابندی ہے، نہ مذہب کی طرف سے کوئی پابندی ہے کہ کن پابندیوں میں ان کو رکھنا ہے تاکہ وہ مفید وجود بن سکیں۔ نہ قانون کی کوئی پابندی ہے بلکہ اگر ان کو کچھ کہا جائے تو قانون ان کی حمایت کرتا ہے۔ نتیجہ سامنے ہے کہ ان single parents کے بچے بچپن میں بھی اور پھر جب teenagers میں شمار ہوتے ہیں تو ان کے جرائم کی شرح بڑھتی چلی جارہی ہے۔ یہ بچے اس لئے جرم نہیں کرتے کہ کسی کا کوئی مقصد ہے۔ چاہے کوئی غلط مقصد ہی ہو لیکن کوئی مقصد تو ہونا چاہئے جس کے لئے یہ کام کررہے ہوں۔ بلکہ اس لئے ایسا کرتے ہیں کہ یہ دل بہلاوا ہے۔ چند لڑکے لڑکیاں اکٹھے ہوکر gang بنا لیتے ہیں اور پھر fun کے طور پر دوسروں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ اور جوں جوں معاشی مسائل بڑھ رہے ہیں، آجکل inflation کی وجہ سے credit crunch کی وجہ سے، میاں بیوی کے تعلقات کے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں۔ اور بچوں کی اخلاق سوزیوں کے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہاں تو لڑکے لڑکیاں اپنی مرضی سے شادی کرتے ہیں میری مراد اُن لوگوں سے ہے جو احمدی نہیں ہیں۔ ان میں سے اکثریت کی بظاہر بڑی محبت کی شادیاں ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود کچھ عرصے کے بعد ایک بہت بڑی شرح ان رشتوں کو توڑ دیتی ہے اور پھر مرد اور عورت اپنی اپنی نئی دنیا بسانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور پھر بعض اوقات ایسے معاملات بھی آتے ہیں کہ مرد نے عورت کی پہلی اولاد کو ظالمانہ طور پر ماردیا۔ ٹی وی پر بھی خبریں آتی ہیں کسی کو مکّے مار مار کر ماردیا تو کسی کا گلا دبا کے ماردیا تو کسی کو کسی اور ذریعے سے قتل کردیا اور ان بچوں کی جو مائیں ہیں جن کے پہلے خاوندوں سے وہ بچے ہوتے ہیں، جب اُن سے پوچھو کہ تمہارے بچے کو تمہارا دوست یا نیا خاوند ماررہا تھا تم نے کچھ نہیں کیا۔ تو وہ بھی یہی جواب دیتی ہیں کہ میرے محبوب اور میرے دوست نے جو اُس کی مرضی تھی کیا اور مجھے بھی اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اُس نے میرے بچے کو ماردیا۔ گویا ماں جو ممتا اور پیار اور قربانی کی اعلیٰ ترین مثال سمجھی جاتی تھی، ظلم و بربریت کی مثال بنتی جارہی ہے۔ کیا یہ تعلیم کی وہ روشنی اور ترقی ہے جس کی تقلید ایک احمدی عورت اور ایک بچی کرے جبکہ اُس کے پاس خداتعالیٰ کی ناقابل مثال تعلیم کا خزانہ موجود ہے۔

پس احمدی نوجوان کو چاہے وہ لڑکی ہے یا لڑکا ہے، اس بات پر فخر ہونا چاہئے کہ ہمارے پاس ہمارے زندہ خدا کی طرف سے، ہمارے زندہ رسول کی طرف سے ایک تعلیم اتاری گئی ہے۔ اور وہ زندہ قرآنی تعلیم کا ایک ایسا خزانہ ہے جو ہماری دنیا و آخرت سنوارنے والا ہے اور ہماری نسلوں کی دنیا و آخرت سنوارنے والا بھی ہے۔ ہمارے گھروں کے در و دیوار کو پیار و محبت کے حسن سے آراستہ کرنے والا بھی ہے۔ ہمارے گھروں کو اُس روشنی سے منور کرنے والا ہے جو ہمارے ظاہر کو بھی روشن کرتی ہے اور ہماری روح کو بھی روشن کرتی ہے۔ ہمیں اس دنیا میں بھی جنت کے نظارے دکھاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے ہم اُس پر عمل کرکے دیکھتے ہیں۔ اور وہ ہماری اخروی زندگی میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی ہے خداتعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں ہمیں داخل کرے گی۔ انشاءاللہ۔

پس اس تعلیم کی قدر کریں جو خداتعالیٰ نے ہمیں دی ہے اور اس دنیا کی زندگی کی فکر نہ کریں بلکہ اُس زندگی کی فکر کریں جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہ نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں سے ایک آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے کہ: ''اے لوگو اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر اُن دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رحموں کے تقاضوں کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے''۔

ان آیات میں ایک ایسا مضمون بیان ہوا ہے کہ اگر دونوں فریق اس پر عمل کریں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ گھریلو جھگڑے ہوں، رنجشیں پیدا ہوں اور رشتے ٹوٹیں یا سسرال سے مسائل پیدا ہوں۔

اس آیت میں فرمایا کہ ''تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے''۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ تمہیں ایک مشترکہ مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے مرد اور عورت، خاوند اور بیوی اِس مشترک مقصد کی تلاش میں رہو۔ اُسے ڈھونڈو اور اس میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ یہ نیا رشتہ قائم ہوجانے کے بعد معاشرے کے امن کے لئے دونوں کوشش کرو اور اس کی سب سے پہلی بات یا ابتداء وہ ہے جو اس رشتہ کی وجہ سے دو خاندانوں کے بندھن کے ذریعہ آپس میں تعلق پیدا ہوا ہے۔ پس اس تعلق کو اس نہج پر چلاؤ کہ رشتوں میں مضبوطی آئے، دراڑیں نہ آئیں۔ رشتے نہ چھٹیں۔ لڑکی کو خاوند یا سسرال کی بات بری لگے تو صبر اور دعا کے ذریعے سے اس کا بہتر نتیجہ نکالنے کی کوشش کرے۔ اگر شروع میں ہی جب ابھی ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھا ہی نہیں گیا ہوتا، اس وقت اگر خاوند یا سسرال کی باتیں اپنی سہیلیوں یا گھر والوں سے کروگی تو رشتوں میں دراڑیں آجائیں گی، رشتے ٹوٹنے لگ جائیں گے۔

یہاں جو یہ فرمایا کہ رِحموں کے تقاضوں کا خیال رکھو تو اس کے گہرے علمی معنوں کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ رحمی رشتے صرف اپنے رحمی رشتے نہیں ہیں، اپنے خون کے رشتے نہیں ہیں بلکہ خاوند اور بیوی کے جو اپنے اپنے رحمی رشتے یا خون کے رشتے تھے، وہ شادی کے بعد ایک دوسرے کے رحمی رشتے بن جاتے ہیں۔ یعنی خاوند کے ماں باپ بہن بھائی، بیوی کے ماں باپ بہن بھائی بن جاتے ہیں اور اسی طرح بیوی کے ماں باپ، بہن بھائی، خاوند کے ماں باپ بہن بھائی بن جاتے ہیں۔ جب یہ سوچ ہوگی تو کبھی رشتوں میں دوریاں پیدا نہیں ہوسکتیں۔ کبھی تعلقات خراب نہیں ہوسکتے۔ پس فرمایا کہ ان کے حق دونوں کو اس طرح ادا کرنے چاہئیں جس طرح اپنے رشتہ داروں ماں باپ بہن بھائی کے حق ادا کرتے ہو۔ یہ حکم صرف لڑکی کے لئے نہیں ہے بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا آپس کے تعلقات نبھانے کے لئے اِسی طرح لڑکے کو بھی صبر اور دعا کا حکم ہے جس طرح لڑکی کو ہے۔ اور اسی طرح دونوں طرف کے سسرالوں کا بھی فرض ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی غلط طور پر رہنمائی کرکے یا نامناسب باتیں کرکے رشتوں میں دراڑیں ڈال کر معاشرہ کا امن اور سکون برباد نہ کریں۔

اور اسی طرح اس پہلی آیت میں یہ سبق بھی دے دیا ہے کہ اس شادی کے نتیجے میں جو تمہاری اولاد پیدا ہوگی اس کی نیک تربیت تم دونوں پر فرض ہے تاکہ آئندہ پھر معاشرہ میں نیکیاں پھیلانے والی نسل چلے۔ اور فرمایا یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرنا۔ اپنی تمام ذاتی خواہشات کو پیچھے چھوڑ دینا اور صرف اور صرف یہ مقصد سامنے رکھنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یاد رکھو مجھے دھوکہ نہیں دیا جاسکتا کیونکہ میں تمہارے ہر فعل اور عمل پر ہر وقت نگرانی کررہا ہوں۔ پس اگر احمدی جوڑے اس حکم کو سامنے رکھیں تو وہ اُن احکام کی تلاش بھی کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح کی آیات میں پانچ جگہ تقویٰ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ پس ہو ہی نہیں سکتا کہ جو اس حد تک خداتعالیٰ کے تقویٰ کو مدنظر رکھے اس کا گھر کبھی فساد کا گڑھ بن سکتا ہے، یا کبھی اس میں فساد پیدا ہوسکتا ہے، کبھی لڑائی جھگڑے اس میں پیدا ہوسکتے ہیں۔ اور اسی طرح جو رحمی رشتوں کا پاس کرنے والا ہوگا، جو ایک دوسرے کے رشتوں کا پاس کرنے والا ہوگا، ان کا خیال رکھنے والا ہوگا اس کی دعاؤں کی قبولیت کی خوشخبری بھی اس میں دے دی گئی ہے۔

پس اس سے پھر روحانی ترقی کے راستے کھلتے ہیں۔ گویا آپس کی شادی بیاہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تعلق صرف دنیا کی خاطر نہیں ہیں، صرف ظاہری نسل چلانے کے لئے نہیں ہیں۔ یہ اس لئے قائم رکھنے ہیں کہ خداتعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے۔ تو پھر یہ اولادوں کی اچھی تربیت کرنے میں بھی کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشرہ کے امن میں بھی کردار ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے میں بھی کردار ادا کرتے ہیں۔

پس جہاں مرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنی شادی اور عائلی تعلقات کو خدا کی رضا کا ذریعہ بنائے اُسی طرح یہ عورت کی بھی ذمہ داری ہے کہ ذاتی خواہشات اور جذبات کو ایک بڑے مقصد کی خاطر قربان کرے۔ اور وہ بڑا مقصد جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور نیک نسل کا پھیلانا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان آیات کا انتخاب کیا کہ شادی جو سب سے زیادہ جذبات کی تسکین اور لذت کا ذریعہ ہے، اس میں صرف ذاتی لذّات اور جذبات کی تسکین کو ہی سب کچھ نہیں سمجھنا بلکہ اس میں بھی تقویٰ کو نہیں بھولنا، اللہ تعالیٰ کے خوف کو نہیں بھولنا، اگلی نسلوں کی تربیت کو نہیں بھولنا، معاشرہ کے امن کو نہیں بھولنا۔ دنیا داروں کی طرح اپنی ذاتی لذّات کی خاطر بچوں کے گلوں پر چھریاں نہیں پھیر دینا بلکہ اس امانت کی حفاظت کرنا۔ اور حفاظت اس صورت میں ممکن ہے جب اس کی بہترین تربیت کی جائے، جب گھر کے ماحول کو پرسکون رکھا جائے، جب آپس میں میاں بیوی میں اعتماد کی فضا ہو اور اسی کے لئے پھر یہ راستہ بتایا کہ صاف اور سچائی سے پُر باتیں کرو۔ اور ان میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اپنے ہر کام انجام دو۔ کیونکہ اس سے پھر اعتماد پیدا ہوتا ہے اور رشتوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور یہی تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ جب مومنوں کو نصیحت فرماتا ہے تو آئندہ کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کی طرف بھی توجہ فرماتا ہے اور آئندہ زندگی کے حوالے سے ہی نہیں، اس دنیا میں نیک اعمال بجالانے کے لئے بھی فرماتا ہے کہ یہ اعمال بجالاؤ تو اس دنیا میں بھی تمہیں جنت ملے گی۔ پس یہ گُر اگر ہم پلّے باندھ لیں، مرد بھی اور عورتیں بھی، نئے شادی شدہ جوڑے بھی اور پرانے شادی شدہ جوڑے بھی۔ کیونکہ بعض رشتوں میں دراڑیں اُس وقت پیدا ہوتی ہیں جب چار چار پانچ پانچ بچے بھی پیدا ہوچکے ہوتے ہیں اور پھر ایک دوسرے سے نفرتیں پیدا ہورہی ہوتی ہیں۔ **اگر اپنا اصول یہ بنالیں کہ صبر اور دعا سے کام لینا ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے تو تمام عائلی مسائل جو ہیں وہ محبتوں میں بدل جائیں گے اور یہ تبدیلی ہر ایک میں پیدا ہونی چاہئے ہر احمدی میں پیدا ہونی چاہئے ورنہ وہ اس عہد کو پورا کرنے والا نہیں ہوگا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔**

بہت سے مسائل گھروں میں اس لئے پیدا ہوتے ہیں کہ اگر مرد غلطی کرتا ہے تو عورت بھی ویسا ہی ردّعمل دکھاتی ہے۔ جس سے جھگڑے کم ہونے کے بجائے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ بے شک یہ مرد کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ عورتوں کا خیال رکھے، اُن کے حق ادا کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر72

وفات مسیح ناصری علیہ السلام

بعض عرب علماء کا اعتراف

(2)

شیخ محمد رشید رضا کا بیان

شیخ محمد رشید رضا صاحب کا شمار مصر کے مشہور علماء میں ہوتا ہے۔آپ شیخ محمد عبدہٗ کے شاگرد تھے۔اور عربی رسالہ ''المنار'' کے ایڈیٹر تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتاب' اعجاز المسیح' جب ان تک پہنچی تو اس میں موجود چیلنج کو پڑھ کر انہوں نے کہا کہ اہل علم حضرات اس سے کہیں بہتر کتاب سات دن میں لکھ سکتے ہیں۔اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربی زبان میں ایک اور کتاب' اَلْھُدٰی وَالتَّبْصِرَۃُ لِمَنْ یَّرٰی' لکھی جس میں اور امور کے علاوہ مسیح ناصری علیہ السلام کی ہندوستان کی طرف ہجرت اور وہاں وفات اور سرینگر میں ان کے مزار کا بھی ذکر فرمایا۔آپ نے یہ کتاب خصوصی طور پر ان کو بھجوائی اور فرمایا:

''اگر مدیر المنار نے اس کا اچھا اور عمدہ ردّ لکھا تو میں اپنی کتابیں جلا دوں گا اور اس کی قدم بوسی کروں گا، اور اس کے دامن سے وابستہ ہوجاؤں گا اور پھر دوسرے لوگوں کی قدر و قیمت اس کے پیمانہ سے لگاؤں گا۔سومَیں پروردگار جہان کی قسم کھاتا ہوں اور اس قسم سے عہد کو پختہ کرتا ہوں''۔(الہدی والتبصرة لمن یری ، روحانی خزائن جلد18، صفحہ264)

اس کے ساتھ ساتھ حضور علیہ السلام نے یہ پیشگوئی بھی فرمادی:

"أم لـه فـی البراعة ید طولی؟ سیهزم فلا یُری، نبأ من اللّٰه الذی یعلم السر وأخفی"۔

یعنی: کیا مدیر المنار کو فصاحت اور بلاغت میں بڑا کمال حاصل ہے؟ وہ یقیناً شکست کھائے گا اور میدان مقابلہ میں نہ آئے گا۔یہ پیشگوئی اس خدا کی طرف سے ہے جو نہاں درنہاں باتوں کا علم رکھتا ہے۔

شیخ رشید رضا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد قریباً تیس سال تک زندہ رہے لیکن ایسی کتاب لکھنے سے قاصر رہے۔مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان تو ان کو نصیب نہ ہو سکا ہاں مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اہم تجدیدی مفاہیم کے قائل ہو گئے۔مسیح علیہ السلام کی ہجرت کے بارہ میں انہوں نے لکھا:

"ففراره إلی الهند وموته فی ذلک البلد لیس ببعید عقلا ونقلا"۔ یعنی حضرت **مسیح علیہ السلام کا ہندوستان کی طرف ہجرت کرنا اور اس ملک میں جا کر وفات پانا عقل ونقل سے بعید نہیں ہے۔**

(مجلة المنار جلد15 صفحہ900-901)

اور وفات مسیح کے بارہ میں انہوں نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا جس کا نام' تفسیر المنار' ہے۔اس تفسیر میں انہوں نے لکھا:۔

۞...... اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (آل عمران:56)

أی مکر الله بهم، إذ قال لنبیه إنی متوفیک إلخ۔ فـإن هـذه بشارة بإنجائه من مکرهم وجعل کیدهم فی نـحرهـم قد تـحـقـقت، لم ینالوا منه ماکانوا یریدون بالمکر والحیلة۔

والتوفی فی اللغة أخذ الشیء وافیا تاما۔ ومن ثم استعمل بمعنی الإماتة۔ قال تعالی: "الله یتوفی الأنفس حیـن مـوتها" وقال: "قل یتوفاکم ملک الموت الذی وُکّل بکم" فالمتبادر فی الآیة: إنی ممیتک وجاعلک بعد الموت فی مکان رفیع عندی، کما قال فی إدریس علیه السلام: "ورفعناه مکانًا علیًّا" والله تعالی یضیف إلیه ما یکون فیه الأبرار من عالم الغیب قبل البعث وبعده کما قال فی الشهداء: "أحیاء عند ربهم"، وقال: "إن المتقین فی جنات ونهر، فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر"۔ وأما تطهیره من الذین کفروا فهو انجاؤه مما کانوا یرمونه به أو یرومونه منه ویریدونه به من الشر۔ هذا ما یفهمه القارئ الخالی الذهن من الروایات والأقوال، لأنه هو المتبادر من العبارة وقد أیدناه بالشواهد من الآیات ولکن المفسرین قد حولوا الکلام عن ظاهره لینطبق علی ما أعطتهم الروایات من کون عیسی رفع إلی السماء بجسده۔"

(تفسیر المنار جلد 3 ص316-317۔ دار المنار، الطبعة الثالثة 1368ھ)

آیت کریمہ'' اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا'' **کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ مکر کی جب اپنے نبی سے کہا:** مُتَوَفِّیْکَ......الخ **کیونکہ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی دشمنوں سے نجات اور دشمنوں کی تدبیر خود ان کے اوپر الٹانے کی بشارت تھی جو کہ پوری ہوئی۔چنانچہ وہ اپنے مکروہ حیلہ سے آپ کا بال بیکا نہ کر سکے۔**

تَوَفّی کے لغوی معنی کسی چیز کو مکمل طور پر لے لینے کے ہیں، اسی بناء پر یہ موت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:'' اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا'' **یعنی اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے۔نیز فرمایا:** ''قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ (السجدہ12)'' **تُو کہہ دے کہ موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہیں وفات دے گا۔چنانچہ اس رُو سے آیت کا واضح طور پر سمجھ آنے والا معنی یہ ہوگا کہ مَیں تجھے موت دوں گا اور موت کے بعد تجھے اپنے حضور ایک بلند مرتبہ پر فائز کروں گا۔جیسا کہ ادریس علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا:** ''وَرَفَعْنَاہُ مَکَانًا عَلِیًّا'' **یعنی ہم نے اس کا ایک بلند مقام کی طرف رفع کیا تھا۔اللہ تعالیٰ کا رفع کو اپنی طرف نسبت دینا دراصل اپنے نیک بندوں کا بلند مقام ظاہر کرنا ہے جو وہ عالم غیب میں حشر سے قبل اور بعد میں پائیں گے۔جیسا کہ شہداء کے بارہ میں فرمایا:**''اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ'' **یعنی وہ اپنے ربّ کے حضور زندہ ہیں۔اسی طرح فرمایا:**''اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِی جَنّٰتٍ وَّنَھَرٍ۔فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر:55-56)''۔**یقیناً متّقی جنتوں میں اور فراخی کی حالت میں ہوں گے۔سچائی کی مسند پر، ایک مقتدر بادشاہ کے حضور۔ اور جہاں تک آپ کی کافروں سے تطہیر کرنے کا تعلق ہے تو اس سے مراد آپ کی ان کے مکروں اور منصوبوں اور ان کے شر سے نجات ہے۔**

ایک خالی الذہن قاری جس نے مروجہ روایات اور اقوال کو نہیں سنا اس آیت سے یہی معنی سمجھتا ہے کیونکہ یہی وہ واضح معنی ہے جو سب سے پہلے سمجھ میں آتا ہے۔لیکن مفسرین نے اس کلام کو اسکے ظاہری معنوں سے ہٹا دیا تا کہ انکے اس مفہوم پر صادق آسکے جو انہوں نے مختلف روایات سے اخذ کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر رفع ہوگیا ہے۔

۞......**شیخ رشید رضا صاحب اپنی اسی تفسیر میں آیت قرآنی** وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَا ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ (آل عمران145) **کی تفسیر میں لکھتے ہیں:**

"وحاصل المعنی أن محمدًا لیس إلا بشرًا رسولا قد خلت ومضت الرسل من قبله فماتوا وقد قُتل بعض النبیین کزکریا ویحیی فلم یکن لأحد منهم الخلد وهو لا بد أن تحکم علیه سنة الله بالموت فیخلو کما خلوا من قبله۔ إذ لا بقاء إلا لله وحده ولا ینبغی للمؤمن الموحد أن یعتقده لغیره، (أفإن مات) کما مات موسی وعیسی، (أو قتل) کما قتل زکریا ویحیی، (تنقلبون علی أعقابکم) أی تولون الدبر راجعین عما کان علیه، یهدیهم الله بهذا إلی أن الرسول لیس مقصودا لذاته فیبقی للناس وإنما المقصود من إرساله ما أرسل به من الهدایة فیجب العمل بها من بعده۔" (تفسیر المنار جلد4 صفحہ161 دار المنار، الطبعة الثالثة 1368ھ)

خلاصہ کلام یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بشر رسول ہی تھے اور آپ سے پہلے رسول گزرے ہیں جو کہ سب وفات پا چکے ہیں جبکہ بعض کی موت قتل کے ذریعہ ہوئی جیسے زکریا اور یحییٰ علیہما السلام۔تاہم ان میں سے کسی کو بھی ہمیشہ کی زندگی نصیب نہ ہوئی۔اس لئے ضروری تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی خدا تعالیٰ کی سنت کے مطابق وفات ہوتی۔چنانچہ آپ بھی اپنے سے پہلے انبیاء کی طریق پر اس جہان سے گزر گئے کیونکہ بقا صرف خدا تعالیٰ کو ہی ہے اور ایک موحّد مؤمن کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی بقاء کا بھی قائل ہو۔ اَفَاِنْ مَّاتَ **کا مطلب ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وفات پاجائیں جس طرح موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام وفات پاگئے۔** اَوْ قُتِلَ **یا زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کی طرح قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑھیوں کے بل پھر جاؤ گے اور آپؐ کے لائے ہوئے دین سے پھر جاؤ گے؟ اللہ تعالیٰ انہیں اس قول کے ذریعہ یہ ہدایت دینا چاہتا ہے کہ اصل مقصود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نہیں ہے تا ان کے ہمیشہ زندہ رہنے کا سوال پیدا ہو۔بلکہ اصل مقصود وہ تعلیم اور ہدایت ہے جس کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے لہٰذا آپ کے بعد آپ کی اس تعلیم پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔**

شیخ احمد مصطفیٰ المراغی کی رائے

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ شیخ محمد عبدہٗ صاحب بہت بڑے عالم اور علماء کی ایک جماعت کے استاد تھے اس لئے آپ کے بعض شاگردوں نے بیشتر مسائل میں نہ صرف آپ کی رائے سے اتفاق کیا بلکہ اپنی تفاسیر اور کتب میں ایسے مسائل پر لکھتے ہوئے اپنی رائے کو شیخ محمد عبدہٗ صاحب کے الفاظ میں ہی درج کیا۔ ان میں سے ایک احمد مصطفیٰ المراغی ہیں جو مصر کے کلیۃ دار العلوم میں شریعت اسلامیہ اور عربی زبان کے استاد رہے اسی طرح شیخ الأزہر بھی رہے، اور 1945ء میں ہی انہوں نے تیس جلدوں پر مشتمل ایک تفسیر ''تفسیر المراغی'' شائع کی، اس میں وفات مسیح کے بارہ میں انہوں نے بعینہٖ شیخ محمد عبدہٗ صاحب کے الفاظ درج کر کے اپنی رائے کا اظہار کیا۔تکرار کے خوف سے اسی رائے کو دوبارہ یہاں درج نہیں کیا جارہا۔

۞......علاوہ ازیں انہوں نے آیت کریمہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَا ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ (آل عمران145) کی تفسیر میں شیخ رشید رضا صاحب کی رائے سے ملتے جلتے الفاظ میں عیسیٰ وموسیٰ علیہما السلام کی وفات کا ذکر کر کے آخر پر لکھا:

"والخلاصة أن محمدًا بشر کسائر الأنبیاء وهؤلاء قد ماتوا أو قُتلوا۔"

(تفسیر المراغی جلد4 صفحہ88 شرکة ومطبعة مصطفی البابی وأولاده مصر طبعة 1962م)

یعنی خلاصہ کلام یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کی طرح ایک بشر ہیں اور یہ تمام انبیاء یا تو طبعی وفات پا گئے ہیں یا شہید ہوگئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد محمود الحجازی کی تفسیر

۞......آپ کا شمار بھی علمائے ازہر میں ہوتا ہے آپ ایک دینی درسگاہ کے روح رواں بھی تھے۔آپ نے بھی تفسیر قرآن لکھی اس میں آیت کریمہ یٰعِیْسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کے بارہ میں لکھتے ہیں:

"فهذه بشارة له بنجاته من مکرهم وتدبیرهم ورافعک فی مکان أعلی والرفع رفع مکانة لا مکان کما قال الله فی شأن إدریس علیه السلام: (ورفعناه مکانا علیا) وکقوله فی المؤمنین (فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر) فلیس المعنی والله أعلم به أن عیسی رفع إلی الله وأنه سینزل آخر الدنیا ثم یموت۔"

(التفسیر الواضح للدکتور الحجازی جلد1 صفحہ108)

اس میں تو عیسیٰ علیہ السلام کی یہود کی مکر سے نجات کی خوشخبری ہے۔ اور یہ ذکر ہے کہ میں تیرا اعلیٰ اور بلند مقام پر رفع کروں گا۔اور یہاں مقام ومرتبہ کا رفع مراد ہے نہ کہ رفع مکانی مقصود ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا: (وَرَفَعْنَاہُ مَکَانًا عَلِیًّا) **یعنی ہم نے اس کا بلند مقام پر رفع کیا۔اور جیسے اللہ تعالیٰ کا مومنوں کے بارہ میں فرمانا ہے کہ:** (فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ) **یعنی یہ مؤمنین اپنے قادر بادشاہ کے حضور سچائی کی مسند پر تشریف فرما ہوں گے۔چنانچہ اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے جسم سمیت خدا کی طرف رفع ہوا ہے اور آپ دنیا کے خاتمہ کے قریب نزول فرمائیں**

گے اور پھر آپ مریں گے۔ واللہ اعلم۔

۞......اسی طرح حجازی صاحب آیت کریمہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل کے بارہ میں لکھتے ہیں:

وما محمد إلا رسول كمن سبقه من الرسل منهم قد خلوا وانتهت حياتهم بموت كموسى وعيسى أو قتل كزكريا ويحيى۔ (التفسير الواضح للدكتور الحجازى جز1 صفحه131،دار الكتاب العربى بيروت طبعة 1982م)

محمد ﷺ تو اپنے سے قبل رسولوں کی طرح ایک رسول ہی تو تھے ان میں سے بعض انبیاء کی زندگی موت آنے سے ختم ہوگئی جیسے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام، اور بعض کی زندگی قتل کے ذریعہ ختم ہوئی جیسے زکریا اور یحییٰ علیہما السلام۔

شیخ محمد الطاہر بن عاشور کا واضح مؤقف

محمد الطاہر بن عاشور (1879ء-1973ء) تیونس کے عالم دین فقیہ اور عربی دان، قدیم ترین اسلامی یونیورسٹی جامع الزیتونہ کے شیخ اور مالکی مذہب کے مفتی، چالیس کے قریب دینی اور عربی زبان کے علوم پر مبنی کتب کے مصنف اور حق بات کہنے کی جرأت رکھنے والی ایک معروف دینی شخصیت تھے۔ آپ نے اپنی مصنفات میں ایک تفسیر قرآن بھی لکھی جس میں وفات مسیح کے عقیدہ کی سچائی کا اعتراف کیا۔

۞......آپ لکھتے ہیں:

وقوله (إنى متوفيك) ظاهر معناه إنى مميتك، هذا هو معنى هذا الفعل فى موقع استعماله لأن أصل فعل توفّى الشيء أنه قبضه تامًّا واستوفاه۔ فيقال توفّاه الله أى قدّر موته، ويقال توفاه ملك الموت أى نفذ إرادة الله بموته، ويطلق التوفى على النوم مجازًا بعلاقة المشابهة فى نحو قوله تعالى (وهو الذى يتوفاكم بالليل) وقوله (الله يتوفّى الأنفس حين موتها والتى لم تمت فى منامها فيمسك الله قضى عليها الموت ويرسل الأخرى إلى أجل مسمّى) أى وأما التى لم تمت الموت المعروف فيميتها فى منامها موتًا شبيها بالموت التام كقوله (هو الذى يتوفاكم بالليل) ثم قال (حتى إذا جاء أحدكم الموت توفته رسلنا) فالكل إماتة فى التحقيق، وإنما فصل بينهما العرف والاستعمال ولذلك فرّع بالبيان بقوله (فيمسك الله قضى عليها الموت ويرسل الأخرى إلى أجل مسمّى)۔ فالكلام منتظم غاية الانتظام وقد اشتُبه نظمه على بعض الأفهام وأصرح من هذه الآية آية المائدة (فلما توفيتنى كنت أنت الرقيب عليهم) لأنه دلّ على أنه قد توفى الوفاة المعروفة التى تحول بين المرء وبين علم ما يقع على الأرض، ومحلها على النوم بالنسبة لعيسى لا معنى له لأنه إذا أراد رفعه لم يلزم أن ينام ولأن النوم حينئذ وسيلة للرفع فلا ينبغى الاهتمام لذكره وترك المقصد۔ فالقول بأنها معنى الرفع عن هذا العالم إيجاد معنى جديد للوفاة فى اللغة بدون حجة۔ !

اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ کا ظاہری معنی ہے مُمِیْتُکَ یعنی مَیں تجھے موت دوں گا۔ اس فعل کا اس کے استعمالات میں یہی معنی ہے۔ کیونکہ فعل تَوَفّی دراصل توفی الشیٔ سے ہے جس کا مطلب ہے کسی چیز کو مکمل اور پورے طور پر لے لینا۔ اس لئے جب کہا جاتا ہے تَوَفَّاهُ اللّٰه تو اس کا معنی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے مرنے کا فیصلہ کر دیا۔ اور جب یہ کہا جائے کہ تَوَفَّاهُ مَلَكُ الْمَوْت تو معنی یہ ہوتا ہے کہ فرشتے نے کسی کو موت دینے کے خدائی ارادہ کو نافذ کر دیا۔ اور نیند کی موت سے مشابہت کی وجہ سے اس پر بھی لفظ توفی مجاز کے طور پر استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ (الانعام:61)) اور فرماتا ہے:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۔ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى (الزمر:43)۔

یعنی جن نفوس کی عام اور معروف موت کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہوتا انہیں اللہ تعالیٰ نیند کی حالت میں ایک موت دیتا ہے جو حقیقی موت سے مشابہ ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا: (وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ) یعنی وہ تمہیں رات کو ایک قسم کی موت دیتا ہے۔ پھر فرمایا: (حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا (الانعام:61)) یعنی جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو اسے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) وفات دیتے ہیں۔ چنانچہ دونوں حالتوں میں حقیقی معنی موت کا ہی ہے جبکہ عُرف اور (توفّی کا) استعمال دونوں معنوں کے درمیان فرق کر دیتا ہے (کہ یہاں توفی سے مراد حقیقی موت ہے یا نیند کی حالت ہے کیونکہ استعمال میں قرینہ ہوگا جیسے آیت کریمہ میں يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ میں اَللَّيْل کے لفظ میں بتایا گیا ہے کہ یہاں حقیقی موت مراد نہیں بلکہ اسکی ایک حالت مراد ہے جو عموماً رات کے وقت طاری ہوتی ہے) اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسکی مزید وضاحت کرتے ہوئے یہاں فرمایا ہے (فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى) یعنی جس کے بارہ میں حقیقی موت کا فیصلہ ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ روک لیتا ہے جبکہ دوسرے کو ایک مقررہ میعاد تک کے لئے بھیج دیتا ہے (جس پر کہ موت سے مشابہ حالت یعنی نیند طاری ہوتی ہے)۔

تو یہ ایک مسلسل اور محکم ترتیب پر مشتمل کلام ہے۔ لیکن پھر بھی اسکی یہ محکم ترتیب بعض افہام پر مشتبہ ہوگئی ہے۔ اس آیت سے زیادہ صریح اور واضح سورہ مائدہ کی یہ آیت ہے: (فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ) کیونکہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے وہی معروف وفات پائی جو انسان کے زمین پر ہونے والے واقعات کے بارہ میں جاننے میں حائل ہو جاتی ہے۔ اس جگہ توفی کو بالخصوص عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں نیند پر محمول کرنا سراسر بے معنی اور بے حقیقت امر ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نے انکا جسمانی رفع کرنا تھا تو اس کے لئے ان کا سونا ضروری نہیں تھا کیونکہ اس صورت میں نیند نے رفع کے لئے ایک وسیلہ بننا تھا اور اصل مقصد کو چھوڑ کر اس وسیلہ کے ذکر کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ پس یہ کہنا کہ یہاں وفات سے مراد اس دنیا سے جسمانی طور پر اٹھ جانا ہے وفات کے لفظ کے بغیر کسی دلیل کے نئے معنے ایجاد کرنے کے مترادف ہے۔

۞......(وكنت عليهم شهيدًا ما دمت فيهم---إلخ) أى كنت شاهدًا لهم ورقيبا يمنعهم من أن يقولوا مثل هذه المقالة الشنعاء۔ (ما دمت فيهم) أى ما بقيت فيهم، أى ما بقيت فى الدنيا۔ (فلما توفيتنى كنت أنت الرقيب عليهم) أى فلما قضيت بوفاتى، والوفاة: الموت، وتوفاه الله أى أماته، أى قضى به، وتوفاه ملك الموت أى قبض روحه وأماته۔ والمعنى: أنك لما توفيتنى قد صارت الوفاة حائلا بينى وبينهم فلم يكن لى أن أنكر ضلالهم ولذلك قال: (كنت أنت الرقيب عليهم) فجاء بضمير الفعل الدال على القصر أى كنت أنت الرقيب لا أنا، إذ لم يبق بينى وبين الدنيا اتصال۔

(كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ......الخ) کا معنی ہے میں ان پر گواہ و نگران ہونے کے ناطے انہیں اس قسم کے کلمہ کفر سے اس وقت تک روکتا رہا جب تک میں ان میں رہا، یعنی جب تک میں دنیا میں رہا۔ (فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ (المائدہ :118)) کا مطلب ہے جب تو نے میری وفات کا فیصلہ فرما دیا۔ وفات کا مطلب ہے موت۔ توفاہ اللہ کا مطلب ہے اسکو موت دے دی یعنی اسکا فیصلہ صادر فرما دیا، اور توفاہ ملک الموت کا مطلب ہوتا ہے ملک الموت نے اس کی روح قبض کر لی اور اسکو موت دے دی۔ اس لحاظ سے آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جب تو نے مجھے وفات دے دی تو یہ وفات میرے اور ان کے درمیان حائل ہوگئی۔ اس لئے میں ان کی گمراہی کا انکار نہیں کر سکتا لہذا انہوں نے کہا: (كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ) اور اس میں بھی فعل کی ایسی ضمیر استعمال کی جو حصر کے معنے دیتی ہے گویا یوں کہا کہ صرف اور صرف تو ہی نگران تھا میں نہ تھا کیونکہ وفات کے بعد میرے اور اس دنیا کے درمیان کوئی رابطہ نہ رہا۔ (باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6 نومبر 2009ء کے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرما دیا ہے۔ تمام امراء، مبلغین انچارج اور صدران جماعت سے درخواست ہے کہ:

۞......نئے سال کے وعدہ جات کا کام بھرپور طریق سے شروع کروا دیں۔

۞......کوشش کریں کہ پہلے تین ماہ یعنی 31 جنوری 2010ء تک وعدہ جات کے حصول کا کام مکمل ہو جائے۔

۞......تحریک جدید کے مالی نظام میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ کی گنجائش ہے۔

۞......تحریک جدید کے مالی نظام میں ہر فرد جماعت (بچوں، جوانوں، عورتوں اور بڑوں) کو شامل کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔

۞......سال میں کم از کم دو بار ہفتہ تحریک جدید منایا جائے۔

جَزَاكُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ۔

(ایڈیشنل وکیل المال - لندن)

محرم میں کثرت سے درود پڑھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ:

”محرم کے دن شروع ہو چکے ہیں اور اس عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر کثرت سے درود پڑھنا چاہئے۔ مسلسل درود پڑھنا تو انسان کی فطرت ثانیہ ہو جانا چاہئے مگر محرم کے دردناک ایام کے تصور سے درود میں زیادہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس بات کو نہ بھولیں۔ سفر میں حضر میں جب توفیق ملے، جب ذہن اس طرف فارغ ہو جائے یعنی درود پڑھنے کے لئے مرکوز ہو سکے اس وقت دل کی گہرائی سے اور محرم کے تصور سے دل کے درد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درود بھیجا کریں“۔ (الفضل 29/جون 1999ء)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

خطبہ جمعہ

آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی سے اللہ تعالیٰ کے مومنین کے لئے ولی ہونے کے نظارے آپ کے بعد بھی دکھائی دیئے اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی زندگیوں میں بھی خدا تعالیٰ کے ولی ہونے کے نظارے دکھائی دیتے ہیں۔

(آنحضرت ﷺ کے صحابہ اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگیوں سے خدا تعالیٰ کے ولی ہونے اور قبولیت دعا کے حیرت انگیز، اعجازی واقعات کا ایمان افروز تذکرہ)

مکرم رانا سلیم احمد صاحب نائب امیر ضلع سانگھڑ کی دردناک شہادت اور مکرم گیانی عبداللطیف صاحب درویش قادیان کی وفات کا تذکرہ اورھر دو مرحومین کی نمازجنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 27 رنومبر 2009ء بمطابق 27 رنبوت 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ چند جمعوں سے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں مَیں وَلِیْ کے مضمون کو خطبات میں بیان کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ہمارا وَلِی ہے اور مَوْلٰی ہے اور کس کس طرح اپنی اس صفت کا اظہار فرماتا ہے اور ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کا وَلِــیْ اور دوست کس طرح بننا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے اعلیٰ مقام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ملا اور اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کہ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُکُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ- وَلَکُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (حم سجدہ:31 تا 33) ہم اس دنیوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھ ہیں اور آخرت میں بھی۔ اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جس کی تمہارے نفس خواہش کرتے ہیں اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جو تم طلب کرتے ہو۔ اس کے سب سے پہلے مخاطب آنحضرت ﷺ ہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سب سے پیارے تو آپؐ ہی ہیں۔ زمین و آسمان آپ کی خاطر پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کی پیدائش سے وفات تک آپؐ کے وَلِــیْ ہونے کے نظارے ہر دم دکھاتا رہا۔ آپؐ کی خواہش کی آپؐ کی زندگی میں تکمیل ہوئی۔ شریعت کامل ہوئی اور خاتم الانبیاء کہلائے اور آپؐ کا یہ سلسلہ آج تک بھی قائم و دائم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے يَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس (المائدة:68) کا وعدہ فرمایا تو ہر سختی اور مشکل میں آپؐ کی حفاظت فرماتے ہوئے ہر قسم کے نقصان سے بچایا۔ بلکہ ہجرت کے وقت جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکڑے جانے کے خدشہ اور خوف کا اظہار فرمایا تو یہ کہہ کر ان کی تسلی کرائی کہ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبة:40) خوف نہ کرو جو ہمارا آقا اور مولیٰ ہے، جو ہمارا اللہ ہے، جو ہمارا وَلِیْ ہے وہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ کے وَلِیْ ہونے کے نظارے بھی آپؐ کی قوت قدسی کی وجہ سے آپؐ کے ماننے والوں کو بھی نظر آئے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کا تو آپؐ کا خاص ساتھی ہونے کی وجہ سے ایک خاص مقام تھا۔ انہوں نے تو ہر آن دیکھے ہی لیکن عمومی طور پر صحابہؓ نے بھی اللہ تعالیٰ کے وَلِیْ بن کر اس کے وَلِیْ ہونے کے نظارے دیکھے اور آج تک آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ یہ نظارے دکھاتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہونے والے ہر قدم پر یہ نظارے دیکھتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح محمدی کو بھیجا تو اللہ تعالیٰ کی اس دوستی، مدد اور وَلِــیْ ہونے کی نئی مثالیں بھی ہم نے اس زمانے میں دیکھیں۔ ایمان میں ترقی کے نظارے نظر آنے لگے۔ بہرحال اس وقت مَیں اسی حوالے سے بعض واقعات بیان کروں گا۔ پہلے تو آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کی زندگی کے واقعات ہیں۔ اس کے بعد پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ کے بھی واقعات ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کے ساتھ تعلق اور ان کے لئے غیرت رکھنے پر روشنی پڑتی ہے کہ کس طرح ان کی زندگی میں بھی اور اُن کے مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ان کا مددگار بنتا ہے۔ اُن کی ذات پر دنیا کے حملوں سے انہیں بچاتا ہے۔ اگر کسی نے کوئی دعا کی تو اس کو صرف اس کی زندگی تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ ان کی خواہش کو جس کے لئے دعا کی گئی تھی مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا۔

پہلی مثال جو مَیں نے لی ہے، جو واقعہ مَیں نے لیا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت زبیرؓ کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جو حضرت زبیرؓ کے بیٹے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ جمل کے روز مَیں حضرت زبیرؓ کے پہلو میں کھڑا تھا۔ آپؓ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! آج کے دن یا تو کوئی ظالم قتل ہوگا یا کوئی مظلوم (دو طرح کے لوگ آج قتل ہونے والے ہیں۔ یا ایک ظالم یا مظلوم) اور یقیناً مَیں دیکھ رہا ہوں کہ مَیں مظلوم قتل کیا جاؤں گا۔ میرا سب سے بڑا مسئلہ میرا قرض ہے۔ کیا تُو دیکھتا ہے کہ قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے مال میں سے کچھ بچے گا؟ پھر آپؓ نے کہا: اے میرے بیٹے! ہمارے مال کو بیچ کر میرا قرض ادا کر دینا۔ (ان کی عرب کے مختلف شہروں میں جائیدادیں تھیں۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ جو میرا قرض ہو تم جائیدادوں کو بیچ کر ادا کر دینا) اور آپؓ نے تیسرے حصے کی وصیت کی اور تین میں سے تیسرے حصے کی وصیت اپنے بیٹے یعنی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے حق میں کی۔ پھر کہا کہ قرض کی ادائیگی کے بعد اگر ہمارے مال میں سے کچھ بچ رہے تو تیرے بیٹے کے لئے بھی تیسرا حصہ ہے۔ عبداللہ ابن زبیرؓ نے کہا کہ وہ مجھے قرض کی ادائیگی کے لئے کہتے رہے۔ پھر کہا کہ اے میرے بیٹے! اگر تو قرض ادا کرنے سے رہ جائے تو میرے مولیٰ سے مدد طلب کرنا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں نہ سمجھا کہ آپؓ کی اس سے کیا مراد ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ اے میرے باپ! آپؓ کا مولیٰ کون ہے؟ آپؓ نے کہا کہ اللہ۔ عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جب بھی میں نے زبیر کے قرض کی ادائیگی کرتے ہوئے مشکل محسوس کی تو مَیں نے دعا کی۔ اے زبیرؓ کے مولیٰ! ان کا قرض ادا کر دو تو اللہ تعالیٰ آپ کا قرض ادا کر دیتا تھا۔ (ایسا انتظام فرما دیتا تھا جس سے قرض ادا ہو جاتا تھا)۔

(صحیح بخاری کتاب الخمس باب برکة الغازی فی ماله حیًّا ومیِّتًا مع النبی ﷺ۔ حدیث نمبر 3129)

پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے ساتھ مدد اور دوستی کا سلوک کہ وفات کے بعد بھی کسی ذاتی کمزوری کی وجہ سے، کسی قرض کی وجہ سے، آپ پر کسی کو انگلی اٹھانے یا اعتراض کرنے کا موقع نہیں دیا اور جب ضرورت پڑی تو قرض کی ادائیگی کے انتظام ہوتے چلے گئے۔

پھر ایک اور عجیب روایت ہے۔ ایک واقعہ ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ایک صحابی کی خواہش کے مطابق اس کی شہادت کے بعد بھی اسے کافروں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھا۔ یہ واقعہ الرجیع کے شہید کی بابت ہے جو سیرت ابن ہشام میں درج ہے۔ رجیع ایک جگہ تھی جہاں ایک قبیلہ والے دس صحابہ کو دھوکہ سے دینی تربیت کے لئے بلا کر لے گئے تھے اور وہاں جا کر ان میں سے سات کو پہلے شہید کیا۔ ایک دو جو بچے تھے ان کو بھی قید کر کے بعد میں شہید کر دیا۔ بہرحال ان میں عاصم بن ثابت بھی شامل تھے۔ انہوں نے دشمنوں سے مقابلہ جاری رکھا اور لڑتے لڑتے وہ شہید ہو گئے اور ان کے دونوں ساتھی بھی آخر پر شہید ہو گئے۔ جب حضرت عاصم بن ثابتؓ کی شہادت ہو گئی تو اہل ھُذَیْل نے کوشش کی کہ ان کا سر حاصل کر لیں تا کہ وہ اس کو سلافۃ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ بیچ سکیں۔ اس عورت نے نظر مانی تھی کہ اگر اس کو عاصم بن ثابتؓ کی کھوپڑی مل گئی تو وہ اس میں شراب پیئے گی کیونکہ حضرت عاصمؓ نے جنگ اُحد کے دن اس کے دو بیٹوں کا کام تمام کیا تھا۔ لیکن اہل ھُذَیْل کو اس کی توفیق نہ ملی کیونکہ جب شہید ہو کے گرے تو تھوڑی دیر بعد ہی مکھیوں اور بھڑوں نے قبضہ کر لیا۔ اور عاصم کی لاش اور ان کے درمیان شہد کی مکھیاں حائل ہو گئی تھیں۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کو رات تک پڑا رہنے دیتے ہیں، پھر رات کو آ کر لے جائیں گے۔ لیکن اس کا موقع بھی ان کو نہیں ملا۔ پھر بڑی شدید بارش ہوئی

اور خدا تعالیٰ نے ایسا سیلاب بھیجا کہ عاصم کے جسم کو اٹھایا اور وہ سیلاب اپنے ساتھ بہا کر لے گیا۔ یہ وہی عاصم تھے جنہوں نے قبول اسلام کے بعد خدا سے عہد کیا تھا کہ کوئی مشرک ان کو نہ چھوئے گا اور نہ ہی وہ کسی مشرک کو چھوئیں گے۔ کیونکہ کہیں وہ اس سے ناپاک نہ ہو جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ان کو جب یہ پتہ چلا کہ مکھیوں نے عاصم کی لاش کی حفاظت کی تھی تو فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی حفاظت فرمایا کرتا ہے۔ عاصم نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ ساری زندگی ہرگز کسی مشرک کو نہ چھوئیں گے اور نہ کبھی کوئی مشرک ان کو چھوئے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کو عاصم کی وفات کے بعد بھی اس سے باز رکھا جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگی میں محفوظ رکھا تھا۔

(ماخوذ از السیرة النبویة لابن ھشام صفحه 592۔ ذکر یوم الرجیع فی سنة ثلاث)

پھر ایک واقعہ ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہوئے بھوک مٹانے کے انتظامات کرتا ہے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مہم کے لئے ہمیں بھیجا اور حضرت ابوعبیدہؓ کو ہمارا امیر مقرر کیا۔ ہمارے ذمہ قریش کے ایک قافلے کو روکنے کا فرض تھا۔ سفر کے زادِ راہ کے لئے صرف ایک تھیلا ہمیں دیا۔ اور اس کے علاوہ کچھ اور کھانے کو نہیں تھا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم روزانہ ایک کھجور کھایا کرتے تھے اور جیسے بچہ چوستا رہتا ہے، سارا دن اسے چوستے رہتے تھے اور پانی پی لیتے تھے۔ پھر بعض دفعہ یہ ہوتا تھا کہ پیٹ بھرنا ہو تو درختوں پر سوٹیاں مار کے ان کے پتے جھاڑتے تھے اور ان کو پھر پانی میں تر کر کے کھا لیا کرتے تھے۔ ایک دن ہم سمندر کے کنارے جا رہے تھے تو ایک بہت بڑا سا ٹیلہ نظر آیا۔ ہم نے دیکھا تو وہ ایک مچھلی تھی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا یہ مردار ہے اسے نہیں کھانا چاہئے لیکن تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلے ہیں اور مجبوری بھی ہے۔ اس لئے تم کھا سکتے ہو۔ راوی کہتے ہیں ہم نے اس مچھلی پر ایک مہینہ گزارہ کیا۔ ہم 300 آدمی تھے اور اس کو کھا کر سب خوب موٹے ہو گئے۔ بہت بڑی مچھلی تھی۔ ہم اس میں سے تیل مشکیں بھر بھر کے نکالتے رہے۔ اس کی آنکھ اتنی بڑی تھی کہ 13 آدمی اس میں آرام سے بیٹھ سکتے تھے۔ اس کی پسلی کی ہڈی اتنی اونچی تھی کہ اونٹ پر بیٹھ کر اس میں سے گزر سکتے تھے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ انتظام کیا، اس میں سے کچھ بچا کے وہ لے بھی آئے اور آنحضرت ﷺ کو بتایا تو فرمایا کہ تم نے بالکل ٹھیک کیا۔ یہ تمہارے لئے جائز تھی بلکہ اگر کوئی ٹکڑا ہے تو مجھے بھی دو۔ مَیں بھی کھاؤں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ تمہارے لئے رزق مہیا کیا تھا۔

(مسلم کتاب الصید والذبائح ومایؤکل من الحیوان۔ باب اباحة میتة البحر۔ حدیث نمبر 4891)

تو یہ ہیں خدا تعالیٰ کی مدد کے طریق کہ جو اس کی راہ میں نکلتے ہیں ان کی خوراک کے بھی سامان فرما دیتا ہے۔ کہاں ایک کھجور کھا کر پانی پی کر اور پتوں پر گزارا کر رہے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا کہ گوشت بھی مہیا ہو گیا اور تیل بھی مہیا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کامل ایمان لانے والوں، تقویٰ پر چلنے والوں کو اور توکّل کرنے والوں کو فرماتا ہے وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 4) اور ان کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتے۔ پس جب ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں تو اس بات پر یقین اور بڑھتا ہے کہ جو اس دنیا میں وَلِیْ ہونے کا ثبوت دیتا ہے، اپنے بندوں کے لئے انتظامات کرتا ہے اس نے آخرت کے متعلق جو وعدے کئے ہوئے ہیں ان کو بھی یقیناً پورا فرمائے گا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو بھیجا اور اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کے وعدہ کو پورا فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کے ماننے والوں کو بھی ان صفات سے متصف کیا جو آقا نے انقلاب لا کر اپنے ساتھیوں میں پیدا کی تھیں، تقویٰ پر چلنے والوں میں پیدا کی تھیں۔ پہلے تو آنحضرت ﷺ کے چند صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس خاص سلوک کے واقعات بیان کئے تھے۔ اب صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو سلوک روا رکھا اور ہر تقویٰ پر چلنے والے اور اللہ تعالیٰ کا وَلِیْ بننے کی کوشش کرنے والے کے ساتھ آج بھی روا رکھ رہا ہے، ان میں سے چند بیان کروں گا۔

یہ واقعات بیان کرنے سے پہلے ایک عجیب روایت پیش کرتا ہوں جو ڈاکٹر عطر دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک گواہی ہے اور ایک غیر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے بارہ میں اظہار کرتے ہوئے دی۔ ڈاکٹر عطر دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے صحابی تھے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک مجذوب راہوں ضلع جالندھر کا رہنے والا مصری شاہ نام امرتسر آیا۔ وہ ایک صوبہ دار میجر کا لڑکا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اس مجذوب کی شہرت سن کر اس کے پاس گئے۔ اس نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ ”جس نے وَلِیْ بننا ہے وہ قادیان جائے“۔ چنانچہ آپ نے 1899ء میں بیعت کا خط قادیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی خدمت میں لکھ دیا۔

(اصحاب احمد از ملک صلاح الدین صاحب جلد دہم۔ صفحہ 2۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک پائے کے حکیم تھے اور بہت بڑے بزرگ تھے، عالم دین تھے، ان کے بارہ میں حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ (چوہدری) نواب خان صاحب تحصیلدار جو مخلص احمدی تھے جب گجرات میں تبدیل ہو کر آئے تو جب دورے پر راجیکی میں تشریف لاتے میرے پاس کچھ دیر ضرور قیام فرماتے اور مجھ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی صداقت اور عظمت شان کے متعلق اکثر تذکرے ہوتے رہتے تھے۔ ایک دن اسی طرح کی گفتگو کا سلسلہ جاری تھا کہ نواب خان صاحب تحصیلدار مرحوم نے مجھ سے ذکر کیا کہ مَیں نے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب سے ایک دفعہ عرض کیا کہ مولانا! آپ تو پہلے ہی باکمال بزرگ تھے۔ آپ کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے زیادہ کیا فائدہ حاصل ہوا؟ اس پر حضرت مولانا صاحبؓ نے فرمایا: نواب خان! مجھے حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے فوائد تو بہت حاصل ہوئے ہیں لیکن ایک فائدہ ان میں سے یہ ہوا ہے کہ پہلے مجھے حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت بذریعہ خواب ہوا کرتی تھی، اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔ (حیات نور۔ صفحہ 194)۔ پھر فرمایا آپؑ کی صحبت میں یہ فائدہ اٹھایا کہ دنیا کی محبت مجھ پر بالکل سرد پڑ گئی ہے۔ یہ سب مرزا کی قوت قدسیہ اور فیض صحبت سے حاصل ہوا۔

اب کچھ اور واقعات ہیں جو مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحبؓ راجیکی کا واقعہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ ”ایک موقع پر چوہدری اللہ داد صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ یہ جو دست غیب کے متعلق مشہور ہے کہ بعض وظائف یا بزرگوں کی دعا سے انسان کی مالی امداد ہو جاتی ہے۔ کیا یہ صحیح بات ہے؟ مَیں نے کہا: ہاں بعض خاص گھڑیوں میں جب انسان پر ایک خاص روحانی کیفیت طاری ہوتی ہے تو اس وقت اس کی تحریری یا تقریری دعا بِاِذْنِ اللّٰه یقیناً حاجت روائی کا موجب ہو جاتی ہے۔ میری یہ بات سن کر چوہدری اللہ داد کہنے لگے تو پھر آپ مجھے کوئی ایسی دعا یا عمل لکھ دیں جس سے میری مالی مشکلات دور ہو جائیں۔ مَیں نے کہا کہ اچھا اگر کسی دن کوئی خاص وقت اور گھڑی میسر آ گئی تو انشاء اللہ مَیں آپ کو کوئی دعا لکھ دوں گا۔ چنانچہ ایک دن جب افضال ایزدی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی برکت سے مجھے روحانی قوت کا احساس اور قوت مؤثرہ کی کیفیت کا جذبہ محسوس ہوا (یعنی ایسی طاقت جس سے دعا میں اثر ہو سکتا ہے) تو مَیں نے حسب وعدہ چوہدری اللہ داد کو ایک دعا لکھ کر دی۔ جس کے الفاظ غالباً اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ تھے اور تلقین کی کہ وہ اس دعا کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت اس دعا کو اپنی پگڑی کے ایک گوشہ میں باندھ کر محفوظ کر لیا۔ خدا کی حکمت ہے کہ میرے مولیٰ کریم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اس وقت اس ناچیز کی دعا کو ایسا قبول فرمایا کہ ایک سال تک چوہدری اللہ داد غیبی امداد اور مالی فتوحات کے کرشمے اور عجائبات اور ملاحظہ کرتے رہے۔ اس کے بعد سوءِ اتفاق سے (بدقسمتی سے) یہ دعا چوہدری اللہ داد صاحب سے ضائع ہو گئی اور وہ دست غیب کا سلسلہ ختم ہو گیا“۔ (جب تک وہ کاغذ رہا سلسلہ چلتا رہا۔ اس کے گمنے کے بعد ختم ہو گیا)۔ (حیات قدسی۔ حصہ اول صفحہ 45-46۔ جدید ایڈیشن)

پھر حکیم محمد اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ ”میرے بچے محمد یعقوب کی پیدائش پر جب اس کا ختنہ کیا گیا تو حجام کی غلطی سے اس کی رگیں تک کٹ گئیں۔ خون کسی صورت میں بند نہ ہوتا تھا۔ خون کے مسلسل خارج ہونے سے بچے کی حالت غیر ہو گئی۔ دودھ پینا تو درکنار اس میں اتنی سکت بھی نہ رہی کہ حرکت کر سکے۔ آنکھیں پتھرا گئیں اور بظاہر ایک بے جان لاشہ کی طرح نظر آنے لگا۔ اس گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں مَیں اپنے مطب سے (دواخانہ سے، حکمت کرتے تھے) دوائی لینے کے لئے گیا تو اس وقت اتفاقاً حضرت مولوی صاحب (مولوی شیر علی صاحبؓ) میرے مطب کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ مَیں نے السلام علیکم کہا اور تمام حالات بیان کر کے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی شروع کر دی اور کافی دیر تک نہایت سوز و گداز اور انہماک سے دعا میں مشغول رہے۔ دعا سے فراغت کے بعد جب مَیں گھر پہنچا اور بیوی سے کہا بچے کو ذرا دودھ تو پلاؤ۔ جب اس کو ماں نے اشارہ کیا تو وہ نہایت اشتیاق سے تندرست بچے کی طرح دودھ پینے لگ پڑا۔ جیسے اسے کبھی کوئی تکلیف ہی نہیں تھی۔ (کہتے ہیں) مَیں حضرت مولوی صاحب کی دعا کے اس اعجاز کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے گہرے تعلق کا یہ کرشمہ میرے لئے بہت ایمان افروز ثابت ہوا“۔ (سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ صفحہ 227-228)

پھر حضرت محمد حسین جہلمی ٹیلر ماسٹر کہتے ہیں۔ یہ بھی حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ہی قصہ ہے کہ ”حضرت مولوی صاحب ایک دفعہ موضع پھولروال (ضلع جہلم) تشریف لائے۔ ایک غیر احمدی عورت کی شادی ہوئے چھ سات برس کا طویل عرصہ گزر چکا تھا لیکن وہ اولاد سے محروم تھی۔ عورت کو جب آپ ایسی بزرگ ہستی کی آمد کا علم ہوا تو کہنے لگی سنا ہے مولوی صاحب بڑے بزرگ آدمی ہیں۔ ان سے مجھے اولاد کا کوئی تعویذ ہی لے دیں۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب تعویذ تو نہیں دیتے البتہ دعا کے لئے کہوں گا۔ چنانچہ جب آپ واپس جانے لگے تو سٹیشن پر پہنچ کر مَیں نے سارا واقعہ بیان کیا اور دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے وہیں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ آپ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ قریباً ایک سال کے اندر ہی خدا تعالیٰ نے اس کو لڑکا عطا فرمایا“۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ صفحہ 240-241)

پھر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فیضان ایزدی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی بیعت راشدہ کے طفیل اور تبلیغ احمدیت کی برکت سے میرے اندر ایک ایسی روحانی کیفیت پیدا کر دی تھی کہ بعض اوقات جو کلمہ بھی منہ سے نکالتا تھا اور مریضوں اور حاجتمندوں کے لئے دعا

کرتا تھا مولیٰ کریم اسی وقت میرے معروضات کو شرف قبولیت بخش کر لوگوں کی مشکل کشائی فرما دیتا تھا۔ چنانچہ ایک موقع پر جب موضع سعداللہ پور گیا تو مَیں نے چوہدری اللہ داد صاحب کو جو چوہدری عبداللہ خاں نمبردار کے بھائی تھے اور ابھی احمدیت سے مشرف نہ ہوئے تھے، مسجد کی ایک دیوار کے ساتھ بیٹھے دیکھا (بھائی کے بیٹے تھے)۔ وہ بے طرح دمہ کے شدید دورہ میں مبتلا تھے اور سخت تکلیف کی وجہ سے نڈھال ہو رہے تھے۔ مَیں نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ پچیس سال سے پرانا دمہ ہے جس کی وجہ سے میری زندگی دوبھر ہوگئی ہے۔ مَیں نے علاج معالجہ کی نسبت پوچھا تو انہوں نے کہا سارے ہندوستان کے جتنے قابل ڈاکٹر ہیں، طبیب ہیں ان سے علاج کروا چکا ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔ اس بیماری کو موروثی اور مُزْمِنْ کہتے ہیں اور ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ علاج سے مایوس ہو چکا ہوں اور اب تو مَیں زندگی سے تنگ آ چکا ہوں۔ مَیں نے انہیں کہا کہ آنحضرت ﷺ نے تو کسی بیماری کو لِکُلِّ دَآءٍ دَوَاءٌ کے فرمان سے لاعلاج قرار نہیں دیا۔ آپ اسے لاعلاج سمجھ کر مایوس کیوں ہوتے ہیں؟ کہنے لگے کہ اب مایوسی کے سوا اور کیا چارہ ہے۔ مَیں نے کہا کہ ہمارا خدا تو فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (ھود:108) ہے۔ اس نے فرمایا کہ لَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ۔ اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکَافِرُوْنَ (یوسف:88) یعنی یاس اور کفر تو اکٹھے ہو سکتے ہیں لیکن ایمان اور یاس اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ناامیدی ایمان کے ساتھ اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے آپ ناامید نہ ہوں اور پیالے میں تھوڑا سا پانی منگائیں۔ مَیں آپ کو دم کر کے دیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے پانی منگایا اور مَیں نے خدا تعالیٰ کی صفت شافی سے استفادہ کرتے ہوئے اتنی توجہ سے اس پانی پر دم کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی اس صفت کے فیوض سورج کی کرنوں کی طرح اس پانی میں برستے ہوئے نظر آئے۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ یہ پانی اللہ کے افضال ایزدی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے مجسم شفا بن چکا ہے۔ چنانچہ جب مَیں نے یہ پانی حضرت چوہدری اللہ داد کو پلایا تو آن کی آن میں دمہ کا دورہ رک گیا اور پھر اس کے بعد کبھی انہیں یہ عارضہ نہیں ہوا۔ اس کے بعد 15-16 سال وہ زندہ رہے۔ اور اس قسم کے نشانات سے اللہ تعالیٰ نے چوہدری صاحب موصوف کو احمدیت بھی نصیب فرمائی اور وہ نہ صرف احمدی ہوئے بلکہ مخلص احمدی مبلغ بن گئے۔

(ماخوذ از حیات قدسی حصہ اول صفحہ 44-45۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ موضع جاموں بولا جو ہمارے گاؤں سے جانب شمال دو کوس کے فاصلے پر واقع ہے وہاں کے اکثر زمیندار ہمارے بزرگوں کے ارادتمند تھے جب انہوں نے جیون خاں ساکن ڈُھْڈْرَھا کی بیماری اور معجزانہ صحت یابی کا حال سنا۔

یہ بھی ایک واقعہ ہے جو کافی لمبا ہے اور مَیں بیان نہیں کر رہا۔ جیون خان بھی ایک شخص تھا جو گاؤں کے مولوی صاحب کے ساتھ مل کے خوب مخالفت کیا کرتا تھا اور ان کا (مولوی صاحب کا) وہاں آنا بند کر دیا تھا۔ لیکن پھر اس کو پیٹ کی کچھ ایسی تکلیف ہوئی کہ آخر مجبوراً انہوں نے کہا کہ اب اگر اس کی صحتیابی ہو سکتی ہے تو مولوی صاحب کی دعا سے ہو سکتی ہے۔ ان کو بلا کے لاؤ۔ چنانچہ مولوی صاحب گئے۔ دعا کی، تھوڑی دیر کے لئے شفا ہوئی۔ واپس آ گئے تو پھر تکلیف شروع ہوگئی۔ پھر انہوں نے اس کے لئے خاص طور پر دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی۔ پھر مولوی صاحب نے اس واقعہ میں لکھا ہے کہ مولویوں نے اس وقت کہا تھا کہ اس کے ساری دنیا کے علاج ہو چکے ہیں اس کو شفا نہیں ہوئی تو یہ کونسا اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ مرزا صاحب کا مرید آ گیا ہے جو کہتا ہے کہ مَیں کروں گا، دیکھ لینا یہ بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں اس بات پہ پھر مَیں نے اللہ تعالیٰ سے خاص طور پر واسطہ دے کے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو شفا دی۔ بہرحال کہتے ہیں جیون خان کے معجزانہ شفاء کے اس واقعہ کی وجہ سے جو زمیندار تھے، خان محمد زمیندار وہ میرے والد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا چھوٹا بھائی جان محمد عرصہ سے ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہے اس لئے مہربانی کر کے میاں غلام رسول راجیکی کو میرے ساتھ بھیجیں تا کہ وہ کچھ دن ہمارے گھر ٹھہریں اور جان محمد کے لئے دعا کریں۔ (یہ خلاصہ مَیں بیان کر رہا ہوں)۔ چنانچہ ان کی درخواست پر مولوی صاحب کہتے ہیں۔ والد صاحب نے مجھے کہا ۔مَیں چلا گیا اور وہاں جاتے ہی وضو کر کے نماز میں اس کے بھائی کے لئے دعا کرنی شروع کر دی۔ سلام پھیرتے ہی مَیں نے ان سے دریافت کیا کہ اب جان محمد کی حالت کیسی ہے۔ گھر والوں نے دیکھا تو جواب دیا کہ بخار تو بالکل اتر گیا ہے۔ کچھ بھوک بھی محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد چند دنوں کے اندر ہی اس کے کمزور جسم میں جان پڑ گئی اور اس میں اتنی طاقت آ گئی کہ وہ چلنے پھرنے لگ گیا۔ اس نشان کو دیکھ کر اگرچہ ان لوگوں کے اندر احمدیت سے متعلق کچھ حسن ظن تو پیدا ہوا مگر حضرت مسیح موعودؑ کے حلقہ بیعت میں کوئی شخص نہ آیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا، (مولوی صاحب لکھتے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ اس مریض کو جو صحت دی گئی ہے وہ ان لوگوں پر اتمام حجت کی غرض سے ہے۔ اگر انہوں نے احمدیت قبول نہ کی تو یہ مریض اسی شعبان کے مہینے کی 28ویں تاریخ کی درمیانی شب قبر میں ڈالا جائے گا۔ چنانچہ مَیں نے بیدار ہوتے ہی قلم اور دوات منگوائی اور یہ الہام الٰہی کاغذ پر لکھا اور اسی گاؤں کے بعض غیر احمدیوں میں دے دیا اور انہیں تلقین کی کہ اس پیشگوئی کو تعین موت کے عرصہ سے پہلے ظاہر نہ کریں۔ اس کے بعد مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں قادیان چلا آیا اور یہیں رمضان مبارک کا مہینہ گزارا۔ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جب جان محمد بظاہر صحت یاب ہو گیا اور جا بجا اس معجزہ کا چرچا ہونے لگا تو اس مرض نے دوبارہ حملہ کیا اور وہ ٹھیک شعبان کی 29ویں رات اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد غیر احمدیوں نے میری تحریر لوگوں کے سامنے رکھی تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ مگر افسوس ہے کہ اس کے بعد بھی، اس کو دیکھ کر بھی اس کے عزیز رشتہ دار اور گاؤں والے احمدی نہیں ہوئے۔

(ماخوذ از حیات قدسی حصہ اول صفحہ 27-28۔ جدید ایڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح (اولؓ) کو دیکھ لو انہیں جو ضرورت ہو اس وقت پوری ہو جاتی ہے اور کوئی روک یا دیر نہیں ہوتی۔ ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تمہیں ضرورت ہو ہم دیں گے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے سامنے ایک آدمی آیا۔ اس نے دو سو روپیہ بطور امانت دو سال کے لئے دیا اور کہا کہ مَیں دو سال کے بعد آ کے آپ سے لے لوں گا۔.......... ایک شخص جس نے جناب سے ایک سو روپیہ قرض مانگا ہوا تھا وہ پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ آپؓ نے (اس دو سو روپیہ میں سے) ایک سو اسے دیا اور رسید لے کر اس تھیلی میں رکھ لی (جس میں بقایا رقم تھی) اور تھیلی گھر بھجوا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہی امانت رکھوانے والا دوبارہ واپس آیا اور کہا کہ میرا ارادہ بدل گیا ہے۔ آپ وہ روپیہ مجھے ابھی دے دیں۔ (دو سال کی مدت نہیں)۔ آپ نے فرمایا کب جاؤ گے، اس نے پھر کہیں باہر جانا تھا۔ اس نے کہا کہ ایک گھنٹے تک۔ آپؓ نے فرمایا کہ اچھا پھر ایک گھنٹہ کے بعد آ کر لے جانا۔ جب وہ وقت پر پہنچا اور آپ کے پاس ہی بیٹھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو انسان پر بھروسہ کرنا کیسی غلطی ہے۔ مَیں نے غلطی کی۔ خدا نے بتلا دیا کہ تم نے غلطی کی ہے۔ اب دیکھو میرا مولیٰ میری کیسی مدد کرتا ہے۔ وہ ایک سو روپیہ (اس کے آنے سے پہلے) ایک گھنٹے کے اندر اندر آپ کو کسی اور ذریعہ سے مل گیا اور آپ نے اسے دے دیا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت۔ جلد سوم۔ صفحہ 555-556۔ طبع جدید)

قاضی عبدالرحیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ (اہلیہ چراغ دین جمونی کی تذلیل کے واقعہ کے) قریباً ایک سال بعد یہ واقعہ ہوا کہ خاکسار عام طور پر، عشاء کے بعد اپنے مکان کے آگے محلّہ والوں کو تبلیغ کیا کرتا تھا اور ایک مجلس لگ جایا کرتی تھی۔ ایک دن ایک ہندو جو پرلے درجہ کا مُفَتِّنْ تھا۔ اس نے ایک ایسی بات کہی جس کے جواب میں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی مثال کسی نبی کی مثال سے دینی پڑی۔ اس پر اس شخص نے مجلس کے مسلمانوں کو اشارہ کیا اور اس میں سے ایک ملاح نے جو وہاں جموں کے ایک گھاٹ کا ٹھیکیدار تھا اور بڑا زبان دراز تھا۔ یہ کہنا شروع کر دیا کہ مرزا کی مثال نبیوں سے دیتا ہے؟ اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اور مجھے سخت گندی گالیاں دینی شروع کر دیں اور مجھے گلے سے پکڑ لیا اور خوب مارا۔ کہتے ہیں یہاں تک کہ میرا بہت برا حال کیا۔ اس وقت مجھے اپنی کسی رسوائی اور تکلیف کی تو حس نہ تھی مگر حضور علیہ السلام کی شان میں اس کی بدزبانی سے سخت درجہ دکھ ہوا اور اکثر حصہ رات کا بے چینی میں گزرا۔ خدا تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ رات کو یکدم بارش ہوئی اور زور کی بارش ہوئی اور اگلی صبح کے اوّل وقت میں اس ملاح کے دروازے کے سامنے تھانیدار اور سپاہی کھڑے ہوئے سخت گندی گالیاں دے رہے تھے اور اس کو گھر سے نکلنے کے لئے بلا رہے تھے۔ جب وہ نکلا تو اس کو ہتھکڑی لگا کر تھانے میں لے گئے۔ یہاں اس بات کا ذکر بھی کر دینا ضروری ہے کہ ریاست کے تھانیدار گورنمنٹ انگلشیہ کے تھانیداروں کی طرح نہیں ہوتے۔ اس وقت کے رواج کے مطابق وہ جابر، سخت گیر اور بے باک ہوا کرتے تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کس قدر فحش کلامی کی ہوگی۔ واقعہ یوں ہوا کہ ٹھیکیدار پابند ہوتے ہیں کہ رات کے وقت دریا عبور کر کے کشتیاں نہ چلائیں لیکن اس کے آدمیوں نے رات کو جو کشتی استعمال کرتے تھے وہ کی۔ اور اس رات بارش اور طوفان کی وجہ سے اس میں جو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں وہ ڈوب گئیں جس کی وجہ سے پولیس کو اطلاع ہوئی اور پولیس نے آ کے اس کو مارا پیٹا بھی اور گالیاں بھی دیں اور پکڑ کے بھی لے گئے۔ کہتے ہیں اس شوخی کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دکھائی تھی فوری مزا چکھ لیا۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد ششم از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔ صفحہ 133-134۔ جدید ایڈیشن)

ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب نے سنایا کہ ’’ایک دفعہ مَیں قادیان کے ہندو بازار میں سے گزرا۔ بے پناہ گرمی پڑ رہی تھی۔ چند ہندوؤں نے کہا کہ آپ ہر روز دعا کی برکات بیان کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آج بارش برسا دے تا گرمی دور ہو۔ آپ نے ان کے طنز و تمسخر کو بری طرح محسوس کیا (وہ دعا کے لئے نہیں کہہ رہے تھے بلکہ مذاق اڑاتے ہوئے تمسخر کرتے ہوئے کہہ رہے تھے) اور آپ کی غیرت جوش میں آئی۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ آپ مسجد اقصیٰ میں جا کر اس وقت تک دعا میں مصروف رہے جب تک بارش کی وجہ سے آپ کے کپڑے گیلے نہ ہو گئے۔ فرماتے تھے کہ مَیں ہندوؤں سے جب بھی اس نشان کا ذکر کرتا تو وہ شرمندہ ہو کر آنکھیں نیچی کر لیتے‘‘۔

(اصحاب احمد۔ جلد ہفتم از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔ صفحہ 135۔ جدید ایڈیشن)

واقعات تو بہت ہیں لیکن ان کو بیان کرنے کا وقت نہیں ملے گا۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کا ایک اقتباس پڑھنا چاہتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام فرماتے ہیں کہ ’’حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَاٰذَنْتُہٗ لِلْحَرْبِ یعنی جو شخص میرے ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ گویا میرے ساتھ

جنگ کرنے کو تیار ہوتا ہے‘‘۔فرمایا کہ’’ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہو اور محبت بھی ایسی جیسے کوئی اپنی اولاد سے کرتا ہے اور ایک دوسرا شخص بار بار کہے کہ یہ شخص مرجائے یا اس کی نسبت اور اسی قسم کی دلآزاری کی باتیں کہے اور اسے تکلیف دے تو وہ شخص ایسی باتوں سے کیونکر خوش ہوسکتا ہے اور وہ باپ جس کے بچے کے لئے کوئی شخص بددعائیں کر رہا ہو یا دیگر رنج دِہ کلمات اس کے بچے کی نسبت استعمال کر رہا ہو ایسے شخص سے کب محبت کرسکتا ہے؟ اسی طرح پر اولیاء اللہ بھی اطفال اللہ کا رنگ رکھتے ہیں (اللہ کے جو اولیاء ہوتے ہیں، اللہ کے بچوں کی طرح کا رنگ رکھتے ہیں)۔ کیونکہ انہوں نے جسمانی بلوغ کا چولہ اتارا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں پرورش پاتے ہیں۔ وہ خود ان کا متولی متکفل اور ان کے لئے غیرت رکھنے والا ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص (خواہ وہ کیسا ہی نماز روزہ رکھنے والا ہو) ان کی مخالفت کرتا ہے اور ان کے دکھ دینے پر کمربستہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش مارتی ہے اور ان مخالفت کرنے والوں پر اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اس کے ایک محبوب کو دکھ دینا چاہا ہے۔ اس وقت پھر نہ وہ نماز کام آتی ہے اور نہ وہ روزہ۔ کیونکہ نماز اور روزہ کے ذریعہ سے اسی ذات کو خوش کرنا تھا جس کو ایک دوسرے فعل سے ناراض کرلیا ہے‘‘۔ (نماز روزہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو تکلیف دے کر جو کام کیا اس سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرلیا)۔ فرمایا کہ’’ پھر وہ رضا کا مقام کیونکر ملے جب تک غضبِ الٰہی دور نہ ہو۔ وہ اولیاء اللہ کا مخالف نادان ان اسبابِ غضب سے ناواقف ہوتا ہے بلکہ اپنے نماز روزہ پر اسے ایک ناز اور گھمنڈ ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا غضب دن بدن بڑھتا جاتا ہے اور وہ بجائے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے دن بدن اللہ تعالیٰ سے دور ہٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ بالکل راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے۔ وہ شخص جو بالکل فنا کی حالت میں ہے اور آستانۂ الوہیت پر گرا ہوا ہے اور آغوشِ ربوبیت میں پرورش پا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت نے اسے ڈھانپ لیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا بات کرنا خدا تعالیٰ کا بات کرنا ہوتا ہے اور اس کا دوست خدا کا دوست اور اس کا دشمن خدا کا دشمن ہو جاتا ہے۔ پس ایسے مومن کامل کا دشمن رہ کر کوئی شخص کیونکر مومنِ کامل ہوسکتا ہے اور ایسے ہی مومن کامل کی دشمنی سے اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اسے مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ میں سے بنا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اولیاء اللہ کی مخالفت اور ان کی ایذاء رسانی کبھی اچھا پھل نہیں دے سکتی۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مَیں ان کو ستا کر اور دکھ دے کر بھی آرام پا سکتا ہوں وہ سخت غلطی کرتا ہے اور اس کا نفس اسے دھوکہ دے رہا ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 229-230 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہمیشہ غیرت دکھائی ہے اور آج بھی دکھاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے جس نے نہ سمجھنا ہو نہیں سمجھتے۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ان کی تکلیفیں بھی دور ہوئیں لیکن پھر بھی سمجھ نہیں آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ سچا ہے اور ہمیں ان کو تکلیف دینے کی بجائے ان کے ساتھ ان کی بیعت میں آنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ، آپ کی جماعت کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کا جو یہ تعلق ہے، یہ آج تک قائم ہے۔ جو خالص ہو کر دعائیں کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو نظارے دکھاتا ہے اور اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکا جائے تو یہ تعلق ہر ایک کے ساتھ قائم ہوسکتا ہے۔ صرف تقویٰ پر چلنے اور عبادات کی طرف توجہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں’’ یہ قویٰ جو انسان کو دئے گئے ہیں۔ اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہوسکتا ہے۔ مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اس وقت اُمّت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں جو نور اور صدق اور وفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی شخص اپنے آپ کو ان قویٰ سے محروم نہ سمجھے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی فہرست شائع کردی ہے جس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہمیں ان برکات سے حصہ نہیں ملے گا؟ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں، رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء۔ ان پر ترقی کرکے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 351-352۔ لندن ایڈیشن)

آنحضرت ﷺ نے ہمیں دعا کا طریق بھی سکھایا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ ایک روایت میں آتا ہے، حضرت زیدؓ بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دعا سکھائی اور فرمایا کہ ہر روز اس کے ذریعہ سے اپنے گھر والوں کا خیال رکھا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ تو صبح کے وقت یہ کہہ۔ مَیں حاضر ہوں، اے اللہ مَیں حاضر ہوں اور سب سعادتیں اور خوشیاں تجھ سے ہی ہیں اور ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے اور تجھ سے ہی ہے اور تیرے ذریعہ ہی مل سکتی ہے اور تیری طرف رجوع کرکے ہی مل سکتی ہے۔ اے اللہ! مَیں جو بھی کہوں یا جو بھی نذر مانوں یا کوئی قسم کھاؤں تو تیری مشیت اس سے پہلے ہے۔ جو تُو چاہے وہی ہوتا ہے اور جس کو تو پسند نہ کرے وہ ہرگز نہیں ہوتا۔ اور ہر قسم کی قوت اور طاقت تجھ سے ہی ہے۔ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے اللہ! مَیں جو بھی درود بھیجوں تو وہ اس پر ہو جس پر تُو درود بھیجے اور مَیں جس پر لعنت کروں وہ لعنت اس پر ہو جس پر تُو لعنت کرے۔ یقیناً تُو ہی میرا دوست اور مددگار ہے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین سے ملا دے۔ اے میرے اللہ! میں تجھ سے راضی بالقضاء رہنے کی توفیق مانگتا ہوں اور مرنے کے بعد زندگی کی ٹھنڈک کا اور تیرے چہرہ کو دیکھ کے حاصل ہونے والی لذت کا طلبگار ہوں۔ اور مَیں کسی نقصان پہنچانے والے کے نقصان اور گمراہ کر دینے والے فتنہ کے بغیر تیری ملاقات کے شوق کا طلبگار ہوں۔ اے میرے اللہ! مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مَیں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا مَیں زیادتی کروں یا مجھ پر زیادتی کی جائے۔ یا مَیں کوئی نیچے گرا دینے والی خطا کروں یا ایسا گناہ کروں جو بخشا نہ جائے۔ اے آسمانوں اور زمین کو پھاڑنے والے، اے غیب اور حاضر کا علم رکھنے والے، اے عزت وجلال والے! مَیں دنیا میں بھی اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور تجھے گواہ ٹھہراتا ہوں اور تُو گواہ ہونے کے لحاظ سے کافی ہے۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو اکیلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اور ہر قسم کی ستائش تیرے لئے اور تُو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا وعدہ سچا ہے اور تیری ملاقات حق ہے اور جنت حق ہے اور وہ گھڑی آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ اور جو قبروں میں ہیں تُو انہیں کھڑا کرے گا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر تُو نے مجھے اپنے نفس کے سپرد کر دیا تو تُو نے مجھے گھاٹے اور ننگ اور گناہ اور خطا کے سپرد کر دیا۔ مَیں یقیناً تیری رحمت پہ بھروسہ کرتا ہوں۔ پس تُو مجھے میرے تمام گناہ بخش دے۔ یقیناً تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا اور میری طرف رحمت کے ساتھ متوجہ ہو۔ یقیناً تو ہی بہت زیادہ رحمت کے ساتھ توجہ کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ جلد 7 صفحہ 255۔ مسند زید بن ثابت۔ حدیث 22006۔ عالم الکتب۔ بیروت 1998ء)

یہ ایک لمبی دعا ہے جو آنحضرت ﷺ نے سکھائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ ہمارے دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد قائم رہے اور ہم اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں اور اس کے انعامات سے ہر آن فیضیاب ہوتے رہیں۔

آج ایک افسوسناک خبر ہے۔ ہمارے ایک احمدی دوست مکرم رانا سلیم احمد صاحب (نائب امیر ضلع، ناظم انصاراللہ ضلع وعلاقہ سانگھڑ) کل 26 نومبر کو نماز مغرب کے بعد احمدیہ مسجد سانگھڑ سے باہر نکل کر موٹر سائیکل کھڑی کرکے گیٹ بند کر رہے تھے کہ کسی بدبخت نے آپ کی ناک پر پستول رکھ کر فائر کیا اور گولی سر کے پیچھے سے نکل گئی۔ فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہاں جانبر نہ ہوسکے اور ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ پڑھے لکھے آدمی تھے۔ ایم اے بی ایڈ کیا ہوا تھا۔ شعبہ تعلیم سے وابستہ تھے اور سانگھڑ میں نیولائیٹ اکیڈمی کے نام سے ایک سکول چلا رہے تھے اور یہ سانگھڑ کا بڑا اچھا مشہور سکول ہے۔ اس وقت بھی آپ کے سکول میں تقریباً ایک ہزار طالب علم تھے۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے اور جماعتی خدمات میں پیش پیش تھے۔ اور مختلف پوزیشنوں میں جماعت کی خدمت کر رہے تھے۔ حیدرآباد اور سانگھڑ میں سیکرٹری دعوت الی اللہ بھی رہے۔ اصلاح وارشاد کے عہدہ پر بھی فائز تھے، 2004ء میں آپ کو نائب امیر ضلع سانگھڑ بنایا گیا تھا۔ والدین تو ان کے وفات پا چکے ہیں ان کے پسماندگان میں اہلیہ اور دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور شہید کے درجات کو بلند فرمائے اور اپنی رضا کی جنتوں میں ان کو جگہ دے۔

دوسرا ایک اور وفات کا اعلان ہے جو گیانی عبداللطیف صاحب درویش قادیان ابن مکرم عبدالرحمٰن صاحب کا ہے جو 20-21 نومبر کی درمیانی رات کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابیؓ حضرت محمد حسین صاحب کپورتھلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ آپ نے گورمکھی کا امتحان گیانی پاس کیا تھا اس لئے گیانی کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر فوج سے ریلیز ہو کر قادیان آئے اور 313 درویشوں میں شامل ہوئے۔ کچھ عرصہ دیہاتی مبلغین میں شامل ہو کر فیلڈ میں خدمات بجا لاتے رہے۔ پھر ریٹائرمنٹ کے بعد ری امپلائی ہو کر دفتر زائرین میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ قرآن کریم کے گورمکھی ترجمہ کی نظر ثانی اور پروف ریڈنگ بھی بڑی محنت سے آپ نے کی۔ کچھ عرصہ مینیجر بدر بھی رہے۔ اس طرح بہشتی مقبرہ کا ایک قطعہ بھی اپنے ذمہ لیا ہوا تھا۔ اس کو ٹھیک رکھنے کے لئے مسلسل وقار عمل کرتے رہتے تھے۔ خوش طبع اور زندہ دل انسان تھے۔ مطالعہ کا شوق تھا۔ معاشی تنگی کے باوجود ہمیشہ خوش باش نظر آتے تھے اور کہتے ہیں کہ ایک افسردہ شخص بھی ان سے بات کرتا تو خوش ہوئے بغیر نہ رہتا۔ ان کے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے عبدالہادی صاحب نور ہسپتال کی لیب میں کام کر رہے ہیں اور ان کی ایک بیٹی شمیم اختر صاحبہ نصرت گرلز سکول قادیان میں ٹیچر ہیں اور قادیان کی صدر لجنہ بھی ہیں۔ ان کے ایک داماد صباح الدین صاحب نائب ناظر بیت المال ہیں۔ آپ کے باقی بچے بھی مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی اپنے والد کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شہید کے بھی اور ان کے بھی درجات بلند فرمائے۔ ان دونوں مرحومین کی نماز جنازہ غائب ابھی میں جمعہ اور عصر کی نماز کے بعد ادا کروں گا۔

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

پنجابی(Punjabi)زبان میں ترجمہ قرآن مجید

پنجابی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ مکرم محمد یعقوب امجد صاحب مولوی فاضل، ایم اے اُردو، ایم اے فارسی، ایم او ایل نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر کیا۔ یہ ترجمہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بامحاورہ اردو ترجمہ تفسیر صغیر کو سامنے رکھ کر کیا گیا۔ 862 صفحات پر مشتمل یہ پنجابی ترجمہ قرآن مجید مکرم ملک مبارک احمد صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ کی نگرانی میں اور مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب (مربی سلسلہ) اور مکرم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب (مربی سلسلہ) کی نظر ثانی کے ساتھ 1989ء میں شائع ہوا۔

مکرم مولانا محمد اعظم صاحب اکسیر لکھتے ہیں کہ:

’’1989ء میں خاکسار کی ٹرانسفر میدان عمل سے نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ (ربوہ) میں ہوئی تو ناظر صاحب اشاعت محترم سید عبدالحئی شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت ایک اہم کام قرآن مجید کے پنجابی ترجمہ پر نظر ثانی کا ہے جو مکرم سید احمد علی شاہ صاحب کر رہے ہیں لیکن ان کے لئے خرابیٔ صحت کی بنا پر کام جاری رکھنا مشکل ہے۔ وہ صرف دو پاروں پر نظر ثانی کر چکے تھے جبکہ محترم محمد یعقوب امجد صاحب پورے قرآن مجید کا ترجمہ مکمل کر چکے تھے۔ محترم ناظر صاحب اشاعت کی ہدایت پر خاکسار نے نظر ثانی کا کام شروع کر دیا۔ جتنے حصّہ کا کام ہو جاتا اس کا مسودہ لے کر خاکسار محترمی یعقوب امجد صاحب کے پاس کھاریاں لے جاتا اور انہیں دکھا لیتا۔ محترمی امجد صاحب کی عالی ظرفی تھی کہ انہوں نے نظر ثانی کے نتائج یا عاجز کی آراء سے مکمل اتفاق فرمایا۔ اللہ جزا دے وہ ایک اہم تاریخی کام کر گئے ہیں۔ مجھے انہوں نے کئی دیگر حضرات کے پنجابی تراجم بھی دکھائے جن سے علم ہوا کہ انہوں نے تمام تراجم اور لغت کی مختلف کتب کے کھنگالنے میں کس قدر محنت سے کام کیا۔ پنجابی زبان کے متعلق پورے پنجاب کا مکمل علم نہیں تاہم علاقہ پوٹھوہار سے پاکستان کے دور دراز کونو ں تک یہ اس قدر متنوع ہے کہ کسی ایک اسلوب کو اختیار کرنا پنجابی بولنے والوں کی بھاری اکثریت کو بیگانہ کر دینے کے مترادف ہے۔ محترمی یعقوب امجد صاحب کا بنیادی تعلق نارووال سیالکوٹ سے ہے۔ پھر گجرات ان کا مستقر ٹھہرا۔ جبکہ عاجز کا تعلق زبان بولنے کے حوالے سے میاں رانجھا سے حضرت سلطان باہوؒ تک محیط دریائے چناب کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے وسیع علاقہ سے ہے۔ خصوصاً حضرت مولوی دلپذیر صاحبؒ جو بھیرہ ضلع سرگودھا کے باسی تھے مجھے بھی انہی کی پنجابی سے لگاؤ ہے کیونکہ تقسیم ہند کے بعد عاجز قادیان سے ہجرت کر کے بھیرہ میں ہی پناہ گزین ہوا۔ چنانچہ اسی علاقہ کی پنجابی رگ و ریشہ میں سما گئی۔ محترمی محمد یعقوب امجد صاحب کا تعلق اس علاقہ سے نہیں تھا البتہ خاکسار کو بطور مربی سلسلہ ان کے وطن نارووال سیالکوٹ میں تعینات رہنے کے باعث سیالکوٹی لہجہ و زبان سے آگاہ تھا اس لئے نظر ثانی کے کٹھن اور دشوار مرحلہ سے ہم باسانی گزرتے گئے اور ایک دن اسے خوبصورت مطبوعہ مجلد شکل میں دیکھ کر دلی مسرت ہوئی‘‘۔

❁❁❁❁❁

پشتو(Pushto)زبان میں ترجمہ قرآن مجید

مکرم سید عبدالحئی صاحب ناظر اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان تحریر فرماتے ہیں:

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ) نے وقف جدید کے زمانہ میں پشتو زبان کے ادیب قلندر مہمند صاحب کو پشتو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی بار بار تحریک کی تھی مگر وہ دیگر مصروفیات کی بنا پر ایسا نہ کر سکے۔ اس کے بعد جماعت کی صد سالہ جوبلی 1989ء کی مناسبت سے حضور انور نے ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ایم اے (پشاور) کو ارشاد فرمایا۔ انہوں نے سہولت کے لئے سعید احمد خان صاحب سہیل، مربی سلسلہ کو اپنے ساتھ لگایا اور وقت کے اندر ترجمہ مکمل کر لیا۔ یہ ترجمہ تفسیر صغیر اور انگریزی ترجمہ قرآن مجید از حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو سامنے رکھ کر کیا گیا۔

اس سے پہلے پشتو میں مکمل قرآن کریم کے صرف دو تراجم تھے۔ اس پشتو ترجمہ کی کتابت صوبہ سرحد سے ہی کروائی گئی۔ البتہ قرآن کریم کے متن کے ساتھ اس کی سیٹنگ ربوہ میں ہوئی اور یہیں اس کی طباعت بھی ہوئی۔

یہ ترجمہ 978 صفحات پر مشتمل ہے۔ پشتو ترجمہ قرآن کریم 1990ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوا۔

اس ترجمہ کی طباعت کا خرچ مکرم ڈاکٹر انوار احمد خان صاحب ابن مکرم شمس الدین خان صاحب نے دیا۔

❁❁❁❁❁

سرائیکی(Saraeki) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

جنوبی پنجاب (پاکستان) میں بکثرت بولی جانے والی زبان ’’سرائیکی‘‘ میں 1990ء میں ترجمہ قرآن کریم شائع ہوا۔

1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر سب سے پہلے منتخب آیات، احادیث اور اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سرائیکی زبان میں ترجمہ کیا گیا جسے شرف قبولیت عطا ہوا تب قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی ہدایت ملی۔ چنانچہ مکرم خان محمد صاحب لسکانی بلوچ، مولوی فاضل کو مکرم رفیق احمد نعیم صاحب ایم اے لسکانی بلوچ کی معاونت سے تفسیر صغیر سے مستند سرائیکی زبان میں مکمل قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جس کی نظر ثانی مکرم جمال الدین صاحب شمس مربی سلسلہ نے کی۔ ضروری اصلاحات کے بعد ڈیرہ غازی خان ہی کے ایک غیر احمدی دوست نے اس کی کتابت کی۔ کچھ پاروں کی کتابت کا ایک احمدی دوست منیر احمد کو بھی شرف حاصل ہوا۔ مکرم رفیق احمد نعیم صاحب پروف ریڈنگ کرتے رہے۔ تکمیل پر یہ مسودہ مرکز بھجوا دیا گیا۔ 1990ء میں سرائیکی ترجمہ قرآن زیور طبع سے آراستہ ہوا۔ اس کی طباعت نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ نے کرائی۔

جنوبی پنجاب (پاکستان) میں بہت عرصہ پہلے بہاولپور کے ایک عالم مولوی عبدالحق صاحب مرحوم نے سرائیکی میں ترجمہ قرآن کیا تھا۔ اگرچہ اسے سرائیکی ترجمہ کہا جاتا ہے لیکن اس میں بروہی، بلوچی وغیرہ زبانیں بھی شامل تھیں جس کی وجہ سے اسے زیادہ پذیرائی حاصل نہیں ہوئی۔ اس لئے اس احمدی ترجمۃ القرآن کو مروج خالص سرائیکی زبان میں پہلا ترجمہ کہا جا سکتا ہے۔

اس کی اشاعت پر علماء کی طرف سے حسب معمول تبصرے ہوئے اور ان کی طرف سے ہمارے مترجمین کے خلاف 295ABC ت پ کے تحت مقدمہ درج ہوا اور انہیں جیل بھیجا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے قرآن مجید کے سرائیکی ترجمہ کے الزام میں گرفتاری اور اسیری پر مکرم خان محمد صاحب کے نام اپنے خط محررہ 9 ر فروری 1992ء میں تحریر فرمایا:

’’قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کے جرم میں سزا ہے جو یقیناً قابل فخر سزا ہے۔ اس کا اجر تو خدا تعالیٰ ہی دے گا۔ مجھے تو اتنا پتہ ہے کہ قرآن مجید کی راہ میں تکلیفیں اٹھانے والے بڑے خوش نصیب ہیں اور یہ ان کے لئے بہت بڑا ایوارڈ ہے۔ بدنصیب ہیں وہ جو نہیں سمجھتے کہ کیا کر رہے ہیں‘‘۔

اسی طرح مکرم رفیق احمد نعیم صاحب کے نام ان کی اسیری کے دوران حضور رحمہ اللہ نے اپنے خط محررہ 10 ر مارچ 1992ء میں تحریر فرمایا: ’’آپ لوگوں نے قرآن مجید کی جو خدمت کی ہے وہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ انشاء اللہ قومیں اس سے فیض پائیں گی‘‘۔

انصاف پسند شرفاء نے اس ترجمہ کو بہت سراہا۔ چنانچہ روزنامہ ’’دہر‘‘ راجن پور نے اپنی یکم تا 15 جون 1992ء کی اشاعت میں ’’قرآن حکیم کا سرائیکی ترجمہ‘‘ کی جلی سرخی کے ساتھ لکھا:

’’یہ ایک عظیم کارنامہ ہے اور سرائیکی وسیب کے لئے راہنمائی کا باعث بھی ہے‘‘۔

تفصیلی خبر میں ہے کہ: ’’نیشنل سٹوڈنٹ فیڈریشن کے ڈویژنل آرگنائزر میاں محمد اظہر نے ایک بیان میں ڈیرہ غازی خان کے مولوی خان محمد لسکانی اور رفیق احمد نعیم لسکانی کو خراج تحسین پیش کیا ہے جنہوں نے قرآن حکیم کا سرائیکی میں ترجمہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سرائیکی زبان میں قرآن مجید جیسی عظیم الشان ابدی کتاب کا ترجمہ کرنا نہ صرف سرائیکی وسیب کے لئے راہنمائی کا باعث ہے بلکہ خود لسانی اعتبار سے بھی سرائیکی کی ایک انمول اور لازوال خدمت ہے جو قرآن سے محبت کرنے والوں پر احسان ہے۔ میاں اظہر نے مزید کہا کہ بعض فتویٰ فروش علماء نے قرآن کریم کی اشاعت کے خلاف مقدمہ بازی کر کے اپنی اسلام دوستی کا خوب ثبوت دیا ہے‘‘۔

❁❁❁❁❁

سندھی(Sindhi)زبان میں ترجمہ قرآن مجید

مکرم سید عبدالحئی صاحب ناظر اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان تحریر فرماتے ہیں:

یہ ترجمہ جماعت کی صد سالہ جوبلی سے بہت پہلے خلافت ثالثہ میں جناب عبدالقادر صاحب ڈاہری نے (حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب) کے ارشاد پر کیا تھا اور مولوی محمد اشرف ناصر صاحب مربی سلسلہ کراچی کے سپرد اس کی کتابت وغیرہ کا کام تھا۔ جوبلی سال 1989ء تک کراچی شہر کے بدامنی کے حالات میں اس کے صرف گیارہ پاروں کے ترجمہ کی کتابت ہوئی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسے جوبلی کے سالانہ جلسہ تک چھپ جانا چاہئے۔ مَیں کراچی گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ انہی دنوں سندھی زبان کا Software مارکیٹ میں آیا تھا۔ چنانچہ کراچی کے ایک پریس نے سندھی کمپوزنگ کا پہلا کام جماعت کے سندھی ترجمہ کو کمپوز کرنے کا لیا۔ جلدی کی وجہ سے جناب پروفیسر عبدالقادر صاحب ڈاہری سے پروف ریڈنگ کے لئے رابطہ مشکل تھا۔ یہ خدمت محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت کراچی کے ارشاد پر جناب شیخ غوث بخش صاحب نے سرانجام دی۔ آپ مغربی افریقہ میں تین سال وقف کر کے جماعت کے ایک سکول میں کام کر چکے تھے اور ان دنوں کراچی کے ایک مشہور سکول میں تدریس کا کام سرانجام دے رہے تھے۔ انہوں نے کمپوزنگ کی پروف ریڈنگ کے علاوہ بعض مقامات پر ترجمہ کی نظر ثانی بھی کی۔ اس کی سیٹنگ اور طباعت ربوہ میں ہی ہوئی۔ سندھی زبان میں یہ ترجمہ قرآن کریم 1991ء میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ بڑا مقبول ہوا۔ اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔

یہ ترجمہ تفسیر صغیر از حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے انگریزی ترجمہ کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔ سندھی زبان میں اس سے پہلے پرانے تراجم بھی تھے لیکن ان کی زبان عربی کا تحت اللفظ ہونے کی وجہ سے مشکل تھی۔

❁❁❁❁❁

بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

نے تو یہاں تک فرمادیا ہے کہ اگر مرد کو پتہ ہو کہ بیوی کے حقوق ادا نہ کرنے کی صورت میں اُس پر کتنا بڑا گناہ ہے اور وہ کس طرح خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا تو اس سزا کے خوف سے شاید مرد شادی ہی نہ کریں اور بیوی کے حق کے بارے میں جو ظاہری حق ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بیوی کا حق یہ ہے کہ خاوند جو کھائے بیوی کو کھلائے، خاوند جو پہنے بیوی کو پہنائے، اُسے گھر سے نہ نکالے۔ آجکل تو کئی ایسے معاملات آتے ہیں کہ خاوند نے یا سسرال نے لڑکی کو گھر سے نکال دیا اور بیچاری کو سڑک پر کھڑا کر دیا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مومنوں میں ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں خُلق کے لحاظ سے (اخلاق کے لحاظ سے) بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں سے بہترین سلوک کرتا ہے۔ تو اس حد تک مرد کو توجہ دلائی گئی ہے کہ خیال رکھو لیکن جو پھر بھی خیال نہیں رکھتے ان کی بدقسمتی ہے۔ لیکن عورت کو، خاص طور پر اُن عورتوں کو جن کی اولاد بھی ہو گئی ہے اپنی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ گھر کے ٹوٹنے کو جس حد تک بچایا جا سکے بچایا جائے۔ ذرا ذرا سی بات پر عورتیں بھی بعض دفعہ پولیس بلوا کر مردوں کو گھروں سے نکال دیتی ہیں۔ یہ عمل اُس وقت کرنا چاہئے جب ظلم کی انتہا ہو جائے۔ جب مرد باز ہی نہ آ رہا ہو اور ظلم کرتا چلا جائے تو عورت کو حق ہے ضرور کرے اور ساتھ ہی پھر جماعتی نظام کو بھی اطلاع کرے۔ کیونکہ ذرا سی بات پر ذرا سی رنجشوں پر وقتی غصے میں رشتے ٹوٹ جاتے ہیں لیکن پھر جو نوجوان لڑکیاں ہیں اُن کے پھر آئندہ رشتوں کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اگر والدین زندہ ہیں تو ان کے لئے فکروں میں نیا اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ صرف یہی نہیں بلکہ یہاں کے معاشرے میں ہمیں جو مثالیں نظر آتی ہیں کہ Single Parents والے بچے، ماں یا باپ جو بھی انہیں پال رہا ہے، اس کے کنٹرول میں نہیں رہتے اور سکولوں میں اکثر ایسے بچوں کی شکایات آتی رہتی ہیں۔ جتنے لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں وہ اکثر ایسے بچوں کی طرف سے ہو رہے ہوتے ہیں۔

عورتوں کے مقام کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے کیا خوبصورت تعریف فرمائی ہے۔ فرمایا کہ دنیا سامانِ زیست ہے یعنی دنیا جو ہے اس زندگی کا سامان ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامانِ زیست نہیں ہے۔ کوئی نیک عورت ہو تو اس سے بڑھ کر دنیا کا کوئی سامان بہترین نہیں ہے۔ پس اس میں جہاں مردوں کو توجہ دلائی کہ نیک عورت سے شادی کرو، وہاں عورت کے لئے بھی غور کا مقام ہے کہ اپنی زندگی کو اس طرح ڈھالنے کی کوشش کریں جس طرح خدا تعالیٰ اور اس کے رسول چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے بہترین بیوی کی کیا تعریف فرمائی ہے، فرمایا جو خاوند کے کام کو خوشی سے بجا لائے اور جس سے روکے، اس سے رُک جائے۔ اگر خاوند میں تقویٰ نہ ہو تو یہ بہت مشکل بات ہے لیکن پھر بھی گھروں کو بچانے کے لئے رشتوں کو بچانے کے لئے جس حد تک ہو سکے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ حتّی الوسع جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے یہ کوشش کرنی چاہئے۔ تقویٰ پر چلنے والے جس گھر کی آنحضرت ﷺ نے تعریف فرمائی ہے اور اُس کے لئے پھر رحم کی دعا مانگی ہے وہ وہ گھر ہے جس میں رات کو خاوند نوافل کی ادائیگی کے لئے اٹھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے، اگر گہری نیند میں ہے تو پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے۔ اسی طرح اگر عورت پہلے جاگے تو یہی طریق خاوند کو جگانے کے لئے اختیار کرے اور جب ایسے گھروں میں خاوند بیوی کے نوافل کے ذریعے راتیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جاگیں گی تو وہ گھر حقیقتاً جنت نظیر ہوں گے۔

ایک جھگڑا میرے پاس آیا۔ مرد کے ظلم کی وجہ سے رشتہ ٹوٹنے لگا تھا۔ اُس عورت کے چار پانچ بچے بھی تھے۔ میں نے سمجھایا کچھ اصلاح ہوئی لیکن پھر مرد نے ظلم شروع کر دیا۔ پھر عورت نے خلع کی درخواست دے دی۔ آخر پھر دعا اور سمجھانے سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان دونوں کی صلح ہو گئی اور اب فجر کی نماز جب مسجد میں پڑھنے آتے ہیں اور جب میں اُن کو جاتے ہوئے دیکھتا ہوں تو بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِن کو عقل دی اور انہوں نے اپنے بچوں کی خاطر دوبارہ اپنے رشتے جوڑ لئے۔ تو عورت کو اور مرد کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ صرف اپنے جذبات کو نہ دیکھیں بلکہ بچوں کے جذبات کو بھی دیکھیں۔ اُن کا بھی خیال رکھیں۔

اسی طرح عورت کو آنحضرت ﷺ نے عبادت کی طرف بھی توجہ دلائی لیکن اس توجہ دلانے کے باوجود آپؐ نے عبادت کی کچھ حدود مقرر فرما دی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت نفلی روزے نہ رکھے۔ فرض روزے تو فرض ہیں لیکن نفلی روزے اُس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے اور آپس کی اعتماد کی فضا کو قائم رکھنے کے لئے اس بات کی بھی تلقین فرمائی کہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر کے اندر نہ آنے دے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ مرد ضرورت سے زیادہ من مانیاں بھی کرنے لگ جائیں۔ بہرحال بعض گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں بلاوجہ ایسے لوگوں کو بلایا جاتا ہے جس سے بداعتمادیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے عورت کو ہمیشہ احتیاط کرنی چاہئے۔

فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو اپنی مومنہ بیوی سے کبھی نفرت اور بغض نہ رکھو اور اس کی اُن باتوں پر نظر رکھو جو اچھی اور پسندیدہ ہیں۔ بلاوجہ کے نقص نہ نکالتے رہو۔ یہ دیکھیں مردوں کو نصیحت فرمائی کہ عورتوں کا کس طرح خیال رکھنا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے رشتہ کرتے وقت بھی بچیوں کے حق قائم فرمائے۔ ایک دفعہ ایک باپ نے اپنی بیٹی کا ایک رشتہ تجویز کیا۔ لڑکی کو رشتہ پسند نہیں تھا اُس نے وہ رشتہ ردّ کر دیا۔ تو آنحضرت ﷺ تک یہ معاملہ آیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لڑکی کی پسند ہے اس کے مطابق رشتہ ہوگا۔ تو لڑکیاں بھی اگر تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے رشتوں کی بات کریں یا پسند کا اظہار ماں باپ سے کر دیں تو ان کو اس پر ضرور غور کرنا چاہئے۔ صرف ضد یا خاندانی ایسے مسائل کو سامنے نہیں رکھنا چاہئے۔ اپنے رشتوں کے بارے میں لڑکیوں کو بھی اور اُن کے ماں باپ کو بھی دعا کر کے فیصلے کرنے چاہئیں۔ اس کو بنیاد بنا کر قطعاً یہ نہیں ہونا چاہئے کہ جب میں نے کہہ دیا کہ لڑکیاں اپنی مرضی سے رشتے کر سکتی ہیں تو جماعت سے باہر کسی ایسے لڑکے سے رشتہ کرنے کی کوشش کریں جو واضح طور پر ایک تو احمدی نہیں ہے اور اگر احمدی ہے تو دینی معیار اور جماعت سے تعلق میں بہت زیادہ گرا ہوا ہے۔ اس کا بھی لڑکیوں کو خیال رکھنا چاہئے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی بات ہے تو خلیفۂ وقت کے پاس معاملہ آتا ہے تو پھر وہ نظام کے ذریعے سے جائزہ لے کر مشورہ دے سکتا ہے کہ شادی کی اجازت دینی ہے یا نہیں دینی۔ جس طرح کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں معاملہ پیش ہوا تھا۔

لیکن ایک شریف اور مومنہ بچی کو یہ بات بھی سامنے رکھنی چاہئے کہ ایک مرتبہ جب آنحضرت ﷺ نے باپ کو کہا کہ بچی کی خواہش کے مطابق رشتہ کرو تو بچی جو حقیقی مومنہ تھی اس نے عرض کیا کہ میں نے تو لڑکیوں کے حقوق قائم کروانے کے لئے یہ معاملہ آپؐ کے سامنے پیش کیا تھا کہ بعض اوقات ظالمانہ طور پر بچیوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ تم ضرور یہاں رشتہ کرو ورنہ ماں باپ ساری زندگی تمہارے سے ناراض رہیں گے، کوئی توجہ نہیں دیں گے۔ اُس لڑکی نے عرض کیا کہ یہ حق کیونکہ آپ ﷺ نے اب قائم فرما دیا ہے اس لئے اب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، میرا باپ بے شک اپنی خواہش کے مطابق میرا رشتہ کر دے۔ یہ اُس لڑکی کی بھی نیکی اور تابعداری تھی۔ یہ اعلیٰ فرمانبرداری اور ماں باپ کے احترام کا خُلق ہے جو بچیوں کو بھی دکھانا چاہئے۔ بچیاں بھی ضد نہ کریں بلکہ دعا کریں اور دعا کے بعد اگر اُن کو شرح صدر ہوتی ہے، بعض لوگوں کو واضح طور پر کوئی خوابیں بھی آجاتی ہیں، خواہش کے مطابق خوابیں نہیں بلکہ خالی الذہن ہو کر اگر دعا کریں اور پھر اگر خواب آئے تو ماں باپ کو بتانی چاہئے۔ ماں باپ کو بھی صرف خود دعائیں نہیں کرنی چاہئیں بلکہ کسی اَور سے بھی دعا کروانی چاہئے کہ آیا یہ رشتہ بہتر بھی ہے یا نہیں۔

اس وقت میں امّ المؤمنین حضرت اماں جانؓ کی بعض نصائح بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو آپؓ نے اپنی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی بیٹی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی رخصتی کے وقت اُنہیں کی تھیں۔ اُن میں سے بعض باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اپنے خاوند سے چھپ کر یا وہ کام جسے خاوند سے چھپانے کی ضرورت سمجھو، ہرگز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر کار ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کھو دیتی ہے۔ اس کی عزت اور احترام نہیں رہتا۔ فرمایا اگر کوئی کام خاوند کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا۔ صاف کہہ دینا کیونکہ اسی میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہوتا ہے۔ عورت کا وقار گر جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ کبھی خاوند کے غصے کے وقت نہ بولنا۔ اگر بچہ یا کسی نوکر پر خفا ہو اور تمہیں معلوم ہو کہ خاوند حق پر نہیں ہے، خاوند غصے کی حالت میں ہے، کسی بچے کو ڈانٹ رہا ہے یا کسی اَور کو کچھ کہہ رہا ہے اور تمہیں صاف نظر آ رہا ہو کہ وہ غلط کر رہا ہے تب بھی اُس کے سامنے اُس وقت نہ بولو۔ فرمایا کہ غصے میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت نہیں رہتی۔ اکثر جھگڑے اسی لئے بے صبری کی وجہ سے ہو رہے ہوتے ہیں کہ مرد غصے میں آیا، بچوں کو کچھ کہا یا کسی اَور کو کچھ کہا، عورتیں بھی اُسی طرح کا فوراً ردّ عمل دکھاتی ہیں اور جھگڑے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر غصے میں اس ٹوکنے کی وجہ سے تمہیں بھی کچھ کہہ دے تو تمہاری بڑی بے عزتی ہو جائے گی۔ بعد میں جب خاوند کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو بے شک آرام سے اُس کی غلطی کی نشاندہی کر دینی چاہئے۔ اصلاح بھی فرض ہے۔

مرد اور عورتوں کو یہ نسخہ بھی یاد رکھنا چاہئے جس کا حدیث میں ذکر ملتا ہے کہ غصے کی حالت میں کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ یا وضو کرو تو غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ میرے پاس جو بعض شکایات آتی ہیں تو میں مردوں کو یہی کہا کرتا ہوں کہ یہاں اس ملک میں تو پانی کی کوئی کمی نہیں۔ تم اپنے شاور یا پانی کی ٹوٹی کھولا کرو اور اُس میں سر نیچے رکھ دیا کرو تو غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔

بہرحال حضرت اماں جانؓ پھر اپنی بیٹی کو یہ نصیحت فرماتی ہیں کہ خاوند کے عزیزوں کو اور عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ جیسا کہ حدیث میں بھی ذکر آ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے بھی میں نے بات کی ہے کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کو اپنا سمجھو۔ فرمایا کہ کسی کی برائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے تم سب کا بھلا دل میں بھی چاہنا۔ تمہارے سے کوئی برائی کرتا ہے کرے لیکن تم اپنے دل میں کبھی کسی کی برائی کا خیال نہ لانا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ لینا۔ دیکھنا پھر خدا ہمیشہ تمہارا بھلا کرے گا۔

پھر آپؓ اکثر بچوں اور بچیوں کو یہ نصیحت بھی فرمایا کرتی تھیں کہ اپنے نئے گھر میں جا رہی ہو وہاں کوئی ایسی بات نہ کرنا جس سے تمہارے سسرال والوں کے دلوں میں نفرت اور مَیل پیدا ہو اور تمہاری اور تمہارے والدین کے لئے بدنامی کا باعث ہو۔ پس سسرال کے معاملات میں کبھی دخل نہیں دینا چاہئے۔ جو اُن کے معاملے ہو رہے ہیں، ہونے دو۔ نہ ہی ساس کی اور نندوں کی باتیں خاوند سے شکوے کے رنگ میں کرنی چاہئیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ جو حضرت مسیح موعودؑ کی بڑی بیٹی تھیں جیسا کہ میں نے کہا انہوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کی بھی ایک نصیحت بیان فرمائی ہے۔ جو حضرت خلیفہ اولؓ اُن کو بھی کرتے تھے اور دوسری بچیوں کو بھی کیا کرتے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ نصیحت اور اس پر جو عمل ہے پہلے سے زیادہ اہم ہے۔ اور بارہ تیرہ سال کی جو بچیاں ہیں، جوانی کی عمر میں قدم رکھ رہی ہوتی ہیں، اُن کو ضرور یہ دعا کرنی چاہئے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے آپؓ کو کئی مرتبہ فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی شرم نہیں، تم چھوٹی ضرور ہو مگر خدا سے دعا کرتی رہا کرو کہ اللہ مبارک اور نیک جوڑا دے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی یہ نصیحت بھی بڑی اہم ہے اور آج کل کے ماحول کے لحاظ سے ہے۔ یہ نصیحت بیان کر کے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے فرمایا کہ دعائیں اس لئے ہیں کہ بچے اپنی آئندہ زندگی کے لئے خزانہ جمع کریں۔ اس سوچ کی عمر میں دعائیں اس لئے کرو تا کہ دعاؤں کا خزانہ جمع ہوتا رہے

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

مساجد کی تعمیر، اہمیت اور مقصد

محمد اشرف ضیاء - مبلغ سلسلہ جرمنی

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (الجن: 19) یقیناً مسجدیں اللہ ہی کیلئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔‘‘

مسجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اگرچہ ایک مسلمان کے لئے ہر جگہ عبادت کرنی جائز ہے مگر مسجد وہ خاص جگہ ہے جو صرف اسی کام کے لئے مقرر کی گئی ہے جہاں مسلمان ہمیشہ جمع ہوکر اپنی سب سے بڑی عبادت یعنی نماز ادا کرتے ہیں۔ دنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ یا مسجد وہ ہے جو مکہ میں ہے جسے کعبہ کہتے ہیں۔ جسے سب سے پہلے انسان نے خدا تعالیٰ کے حکم سے اس کی عبادت کے لئے تعمیر کیا۔ ہر مسجد قبلہ رخ ہوتی ہے۔ یہ اس امر کا اظہار ہے کہ تمام مسلمان ایک مرکز سے وابستہ اور ایک نقطہ پر جمع ہیں جو خدائے قدوس کی ذاتِ یگانہ صفات ہے۔ یہ دراصل اللہ کا گھر ہے۔ یہاں سوائے خدائے حی و قیوم، وحدہ لاشریک کے کسی کی عبادت نہیں ہوتی اور نہ کسی سے دعا مانگی جاتی ہے۔ یہاں صرف اللہ کے ذکر کو بلند کیا جاتا ہے۔

✵...... حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو وہاں کچھ کھا پی لیا کرو۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ جنت کے باغات کیا ہیں؟ اِس پر رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: مساجد جنت کے باغات ہیں۔ مَیں نے عرض کی یا رسول اللہ اِن میں کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟ اِس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر پڑھنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بلند کرنا۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

✵...... عروہ بن زبیر نے اپنے دادا عروہ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ اُن سے رسول اللہ ﷺ کے **ایک صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اپنے محلوں میں مسجدیں بنائیں اور یہ کہ ہم اُن کو عمدہ تعمیر کریں اور اُن کو پاک وصاف رکھیں۔**

(مسند احمد بن حنبل)

✵...... حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز میں مشغول رہتا ہے جب تک وہ نماز کے انتظار میں ہوتا ہے اور تم میں ہر شخص کیلئے فرشتے یہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ تو اُسے بخش دے۔ اے اللہ تُو اس پر رحم فرما جب تک کہ وہ مسجد میں ہو۔

✵...... مساجد کی تعمیر کی اہمیت کا اندازہ مسلم کتاب المساجد میں بیان اِس حدیث سے ہوتا ہے جس میں محمود بن لبید روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عثمانؓ سے سنا کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ مِثْلَہٗ۔ **کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا۔**

✵...... اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا** (صحیح مسلم کتاب المساجد) **یعنی اللہ تعالیٰ کی نظر میں بستیوں کی سب سے پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں۔**

چونکہ انسانی زندگی کی پیدائش کا مقصد قیامِ عبادت ہے اس لئے وہی جگہیں خدا کے حضور اعلیٰ اور محبوب ترین مقام ہیں جو اِس مقصد کی تکمیل میں ممد و معاون ہیں۔

جب ہم اپنے پیارے آقا حضرت محمد مُصطفےٰ ﷺ کی زندگی پر نظر دوڑاتے ہیں تو مساجد کی اہمیت خوب واضح ہو جاتی ہے۔ مکّہ سے ہجرت کے بعد جب آپ قبا کی بستی میں تشریف لاتے ہیں تو سب سے پہلا کام مسجد کی تعمیر کا کرتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں کہ خدا کا یہ پیارا رسول اپنا گھر بار چھوڑ کر ہجرت فرماتا ہے اور ابھی منزلِ مقصود پر نہیں پہنچتا، راستہ میں ہی خانۂ خدا تعمیر کرتا ہے۔ پھر مدینہ پہنچتے ہی خدا کا گھر تعمیر کرتا ہے۔ اگر آپ چاہتے تو آپ کے جانثار صحابہ آپ کیلئے عالیشان گھر تعمیر کر سکتے تھے لیکن آپ نے سب پہلے مساجد کی تعمیر کرائی کیونکہ آپ اسلام کی ترقی میں مساجد کی اہمیت کو خوب جانتے تھے۔ یہ وہ پہلی مسجد ہے جو مدینہ میں بنی جسے آج مسجدِ نبوی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہی اس زمانہ کا مدرسہ تھا، یہی مکتب، یہی عدالت تھی اور تربیت گاہ۔ یہیں سے وہ لوگ اُٹھے جنہوں نے پرانے ارض و سماء کو مٹا کر نئی زمین اور نئے آسمان قائم کئے اور صداقت کا بول بالا کیا۔

مسلمانوں کی تعداد بڑھنے کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ مساجد بننے لگیں۔ رسول کریم ﷺ **کی زندگی میں مدینہ کے اندر 9 مساجد تھیں۔** خلافتِ راشدہ کے دور میں صحابہؓ جہاں جہاں توحید کا پیغام لے کر پہنچے خدا کے گھر اسی تقویٰ کے ساتھ تعمیر کئے۔

جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کی دولتیں مسلمانوں کے قدموں میں ڈھیر کر دیں تو انہوں نے خدا کے گھروں کو سب سے خوبصورت گھروں میں تبدیل کرنا شروع کیا۔ دنیا کی ہر نعمت اور ہر خوبصورتی اور راحت مسجدوں میں بہم پہنچائی۔ مساجد کی وسعتیں بڑھنے لگیں مگر دل تنگ ہوتے چلے گئے۔ نمازی کم ہوتے گئے یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا جس کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا: **مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَ ھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی** (مشکوٰۃ کتاب العلم) یعنی اُن کی مساجد بہت خوبصورت مگر ہدایت سے خالی ہونگی۔ تب اِن مساجد کو نئی زندگی عطا کرنے والا خدا کا مامور آیا جس نے قادیان کی چھوٹی سی مسجد سے دنیا کو توحید کی طرف بلایا اور خدا تعالیٰ نے اُسے بشارت دی: **مُبَارِکٌ وَ مُبَارَکٌ وَ کُلُّ اَمْرٍ مُبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ** (براہین احمدیہ جلد 4 صفحہ 667) یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جاوے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد مخلوقِ خدا کو خدا سے ملانا ہے۔ ساری دنیا کو توحید کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔

✵...... سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1884 میں چاند اور سورج گرہن کے آفاقی نشان کے ظہور پذیر ہونے کے بعد یہ پیشگوئی فرمائی کہ اب نظامِ خیر کی بنیاد رکھی جا چکی ہے اور مساجد کی تعمیر کیلئے آسمانی قوتیں زمینی قوتوں پر غالب آئیں گی اور لوگ فوج در فوج دینِ الٰہی میں داخل ہونگے۔

(نور الحق عربی جلد دوم صفحہ 42)

✵...... حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو محض لِلّٰہ اُسے کیا جاوے نفسانی اغراض یا کسی شرّ کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔‘‘

✵...... سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے عہدِ خلافت میں قادیان میں دو مساجد کے علاوہ باقی شہروں میں بھی مساجد تعمیر ہوئیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ایسا ہی طلوع شمس جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اِس عاجز پر جو ایک رویا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر و ضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔‘‘ (ازالہ اوہام)

اسلام میں مسجد کا وجود لازم و ملزوم چیز ہیں اور مسجد اسلام میں خانۂ خدا ہے۔ اس لئے مقدر تھا کہ یورپ میں بھی کثرت سے مساجد کی تعمیر ہوگی۔

✵...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف تریاق القلوب میں ایک کشف کا ذکر فرمایا ہے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارہ میں ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

’’میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے، ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا کہ مجھے کشفی طور پر اُس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور مَیں نے مسجد کی دیوار پر اُس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود۔‘‘

(تریاق القلوب صفحہ 40)

اِس کشف میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا مساجد سے خاص تعلق ظاہر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بابرکت دورِ امامت میں جماعت احمدیہ کو مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں عظیم الشان کامیابیوں سے نوازا۔

آپؓ نے مساجد کی تعمیر اور اُسکی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’ابھی تو ہم نے یورپ میں صرف تین مساجد بنائی ہیں۔ لیکن یورپ میں اسلام کو غالب کردکھانے کیلئے یہ تین مسجدیں کافی نہیں ہوسکتیں کہ ہم ان کی تعمیر کے بعد مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں۔ مَیں یہ چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد یورپ کے بعض بڑے بڑے شہروں میں کچھ نہیں دس مسجدیں تو اور بن جائیں۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ دس مسجدیں اور تعمیر کرنے کے بعد ہمارا کام پورا ہو جائے گا۔ دس کے بعد ہمیں انہیں پچاس کرنا ہوگا اور پچاس کے بعد پانچ ہزار۔ اِس طرح اِن کی تعداد بڑھتی ہی جائے گی۔‘‘

آپ نے نہایت پُر جوش لہجے میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’تم ایسے آدمی کے ساتھ چل رہے ہو جسے خدا نے ساری دنیا میں مسجدیں بنانے کیلئے مقرر کیا ہے...... اگر یورپ میں اڑھائی ہزار مسجدیں بن جائیں تو یورپ کے آخری کناروں تک نعرہ ہائے تکبیر کی صدائیں بلند ہوسکتی ہیں۔ اِس طرح ایک مسجد کی اذان دوسری مسجد تک پہنچ جائے گی اور بیک وقت سارا یورپ اللہ اکبر کی آوازوں سے گونج اُٹھے گا۔‘‘

(مشعلِ راہ مطبوعہ خدام الاحمدیہ)

✵...... حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مساجد کی تعمیر کا مقصد بڑے ہی واضح الفاظ میں بیان فرمایا۔ **18/ اکتوبر 1924ء کو انگلستان کی پہلی مسجد، مسجد فضل کے سنگِ بنیاد کے موقعہ پر فرمایا:**

’’پیشتر اِس کے کہ مَیں اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھوں مَیں اس امر کا اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسجد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کیلئے بنائی جاتی ہے۔ تاکہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم ہو اور لوگ مذہب کی طرف (جس کے بغیر حقیقی امن اور حقیقی ترقی نہیں) متوجہ ہوں اور ہم کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے ہرگز اس میں عبادت کرنے سے نہیں روکیں گے، بشرطیکہ وہ ان قواعد کی پابندی کرے جو اس کے منتظم انتظام کیلئے مقرر کریں...... مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ رواداری کی روح جو اس مسجد کے ذریعہ سے پیدا کی جائے گی دنیا میں فتنہ وفساد دور کرنے اور امن وامان کے قیام میں بہت مدد دے گی اور وہ دن جلد آ جائیں گے کہ لوگ جنگ و جدال کو ترک کر کے محبت اور پیار سے آپس میں رہیں گے۔‘‘

اِس مسجد کے سنگِ بنیاد کیلئے حضورِ انور کا پیغام پتھر پر کندہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

’’مَیں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان ہے خدا کی رضا کے حصول کیلئے اور اِس غرض کیلئے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پائیں جو ہمیں مل رہی ہے آج 20/ ربیع الاوّل 1343ھ کو اِس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اِس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اِس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا فرمائے اور ہمیشہ کیلئے اس مسجد کو نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفےٰ خاتم النبین ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ نبی اللہ بروز و نائب محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کیلئے روحانی سورج کا کام دے۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔‘‘

(الفضل 20/ نومبر 1924ء)

سبحان اللہ، حضور کی دعا کو ہمارے پیارے خدا نے

کس طرح شرفِ قبولیت بخشا کہ آج دنیا کا یہ روحانی سورج پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اور اس سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ذریعہ ساری دنیا کو منور کر رہا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

❁......**حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:**

’’ہم مسجدیں خدا کی رضا کے حصول کیلئے بناتے ہیں ۔ہم نے کہیں بھی اپنی شان کیلئے مسجد نہیں بنائی......ہماری مساجد کے دروازے ہر موحّد کیلئے کھلے ہیں۔ مسجدِ نبوی سے زیادہ بابرکت اور مقدس دنیا میں اور کوئی مسجد نہیں مگر آنحضرت ﷺ نے اس کے دروازے عیسائیوں کیلئے کھول دیئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 31/ اکتوبر 1975ء)

❁......20/ اکتوبر 1976ء کو مسجد ناصر سویڈن کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے خطبہ جمعہ میں آپ نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر 109 کی تلاوت فرمائی اور فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں دو قسم کی مساجد کا ذکر کر کے اِن کے درمیان پائے جانے والے امتیاز کو واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ اِس آیت کی رو سے **جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر ہو اور وہ لوگوں کا خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق پیدا کرنے والی ہو وہ حقیقی مسجد ہے۔** برخلاف اس کے وہ مسجد جس کی بنیاد ظلم کی راہ سے لوگوں کو expolit کرنے پر ہو اور بنابریں تقوی اللہ سے یکسر خالی ہو وہ حقیقی مسجد نہیں ہے۔ حقیقی مسجد ایک عظیم نشان symbol کی حیثیت رکھتی ہے اور ایک پیغام کی حامل ہوتی ہے اور وہ یہ کہ سب لوگ خدا کی نگاہ میں برابر ہیں اور سب اس کے فرمانبردار اور عبادت گزار بندے بن کر اس سے زندہ تعلق قائم کر سکتے ہیں اور یہ کہ انہیں ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہئے۔‘‘

(روزنامہ الفضل 30/ اکتوبر 1976ء)

❁......**حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بابرکت دورِ خلافت میں** جماعت ترقیات کے ایک نئے دور میں داخل ہوئی اور ساری دنیا میں بڑی کثرت کے ساتھ اللہ کے گھر تعمیر ہونا شروع ہوئے۔ دنیا کے سارے برِّ اعظموں میں کثرت کے ساتھ مساجد بنیں۔

آپ نے جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ منعقدہ 1989ء میں اعلان فرمایا:

’’مَیں نے کل یہ اعلان کیا تھا کہ صد سالہ جشنِ تشکر کو منانے کیلئے جرمنی سو مساجد بنانے کا منصوبہ بنائے۔ مَیں جانتا ہوں کہ آپ کی غربت کے حالات میں یعنی اکثر آپ میں سے ایسے ہیں جن کیلئے گزارہ کرنا ناممکن ہے ان پر اتنا بڑا بوجھ نہیں ڈالا جا سکتا کہ جرمنی جیسے ملک میں جو بہت ہی مہنگا ہے خصوصاً جائیدادوں کے لحاظ سے اور زمینوں کی قیمتوں کے لحاظ سے کہ وہ سال کے اندر اندر ایک سوئی مساجد بنا دیں لیکن ہمارے کام تو ہمیشہ خدا کیا کرتا ہے۔ ہم سے انگلیاں لگواتا ہے۔ ہم سے ہاتھ لگواتا ہے۔ جس طرح باپ، بچے کو کوئی بوجھل چیز اٹھانے کیلئے کہتا ہے۔ اگر بچہ آگے سے گستاخانہ طور پر یہ نہ کہے کہ یہ کیا پاگلوں والی بات ہے؟ مَیں نہیں اٹھا سکتا، بلکہ وہ ہاتھ لگا کر اٹھانے کی کوشش کرے تو باپ بڑے پیار اور ہوشیاری کے ساتھ اس طرح وہ چیز اٹھاتا ہے کہ بچہ یہی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اُس نے اٹھائی ہے۔

پس آپ خدا کی خاطر اگر بعض بوجھ برداشت کرنے کا عزم کریں گے اور کامل اخلاص کے ساتھ اپنی سی طاقت پیش کر دیں گے تو خدا باپوں سے زیادہ پیار اور محبت کرنے والا خدا ہے، وہ اُسی رنگ میں آپ کی مدد فرمائے گا کہ آپ سمجھیں گے کہ آپ نے ہی بوجھ اٹھایا ہے اور حقیقت میں وہ بوجھ خدا کی تقدیر اٹھا رہی ہو گی......ایک کام ممکن ہے کہ تمام جماعتیں یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے اپنے ہاں ایک مسجد ضروری بنانی ہے......اِس طریق پر انشاء اللہ آپ کی توفیق بھی بڑھے گی اور جیسا کہ میرا تجربہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی خاطر اپنی محبت کے نتیجے میں بلند ارادے کرنے والوں کو خالی ہاتھ نہیں چھوڑتا اور غیب سے ان کی توفیق بڑھاتا ہے۔ ان کی قدرت بڑھا دیا کرتا ہے۔‘‘

❁......آپ نے مساجد کے نظام کو وسیع تر کرنے کیلئے خطبہ جمعہ 19/ مارچ 1999ء میں فرمایا:

’’یہ وہی سال ہے جس میں ہم نے مساجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا ہے۔ منصوبہ تو ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ مگر اس دفعہ اِسے غیر معمولی طور پر بڑھانے کا خیال ہے بلکہ عزم ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے گا...... مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھاری امید ہے کہ اس سال جماعت احمدیہ میں ایک کروڑ انسان داخل ہوں گے......اگر تم نے ایک کروڑ بنا ہے **تو خدا تعالیٰ کے گھر بنانا شروع کر دو اور اس کثرت سے بناؤ کہ ان کو آباد کرنا چونکہ خدا کا کام ہے وہ آپ ہی گھیر گھیر کر آدمی لے آئے گا۔** پس اس پہلو سے مساجد کی تعمیر ہمارے نزدیک بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ جماعت کو جہاں جہاں یہ آواز پہنچے گی اس خاص منصوبہ پر بڑی گہری توجہ سے عمل کرے گی۔‘‘

پس خدا تعالیٰ نے ہمارے پیارے امام کی دعاؤں کو سنا اور کروڑوں لوگ جماعت میں داخل ہوئے اور عدیم المثال تاریخی فتوحات حاصل ہوئیں۔ ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم والہانہ قربانیوں کے ساتھ ان فتوحات کے اہم ترین تقاضے کو پورا کریں اور حضور کے ارشاد کے تحت اس کثرت سے مساجد بنائیں کہ ساری زمین ندائے توحید اور اللہ اکبر کی صداؤں سے گونج اُٹھے۔

ایک وقت تھا جب جماعت کی مالی حالت کمزور تھی اور علماء وقت کے فتاوی کے باعث احمدیوں کو ان مساجد میں بھی نماز پڑھنے سے روک دیا گیا جس کی تعمیر میں ان کا حصہ تھا۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس ظالمانہ کاروائی کی اطلاع پہنچی تو آپ نے فرمایا:

’’سفید زمین پر ایک حد کر لی وہی مسجد ہو جاتی ہے۔ مگر فساد اچھا نہیں۔ اگر تم دشمن سے بدلہ نہ لو اور اسے خدا کے حوالہ کر دو تو وہ خود نپٹ لے گا......جو خدا تعالیٰ کے دروازہ پر گرتا ہے تو خدا خود اس کی رعایت کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر 6 صفحہ 33)

پس جماعت احمدیہ نے تو اپنا سب کچھ خدا کے حوالے کیا اور اس کے دروازے پر گرے۔ آج خدا تعالیٰ کے فضلوں کو گننا ہمارے بس میں نہیں۔ آج ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ہزاروں مساجد عطا کی ہیں اور ہر سال ہزاروں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ہزاروں ایسی ہیں جو بنی بنائی نمازیوں سمیت مل رہی ہیں۔

آج اگر کسی جگہ مسجد بننے کی وجہ سے مخالفین مظاہرہ کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کے مقابل پر ہماری حمایت میں مظاہرہ کرنے والے بھیج دیتا ہے۔

آج دنیا والے خود یہ کہہ رہے ہیں کہ ہاں جماعت احمدیہ ایک پُر امن جماعت ہے۔ یہ ’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘ کا پیغام پھیلا رہی ہے۔ ہمیں جماعت احمدیہ کی مساجد کی ضرورت ہے تا کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ (ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءِ)

❁......**خلافتِ خامسہ کے بابرکت دور میں اب جس کثرت سے اور وسعت سے خدا کے گھر تعمیر ہو رہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔**

❁......**سترھویں صدی عیسوی کے شافعی بزرگ حضرت علامہ السید شریف محمد الحسینی نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مہدی ذوالقرنین کی طرح تمام آفاق میں داخل ہوں گے اور تمام شہروں میں مساجد تعمیر کریں گے۔**

(الاشاعۃ الاشراط الساعۃ صفحہ 242)

آج ہم اِس پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

❁......ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ہر احمدی کو بھلائی اور خیر کی تعلیم کو ہی ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کیونکہ یہی چیز ہے جس نے اسلام کی صحیح تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا کردار ادا کرنا ہے۔ بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانا ہے۔ یہ تعلیم پھیلانے میں مساجد ایک بہت بڑا کردار ادا کرتی ہیں۔ **ہمیں اپنے عمل سے ثابت کرنا ہوگا کہ ہماری مساجد امن کا نشان ہیں۔** اللہ تعالیٰ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے کی ضامن ہیں...... مساجد خدا تعالیٰ کی مخلوق کو اس کے در پر جھکانے کا ذریعہ ہیں نہ کہ فساد کا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10/ جون 2005ء)

❁......آپ نے فرمایا:

’’**مساجد کی تعمیر کا سب سے بڑا مقصد تقویٰ کا قیام ہے۔** ہماری مساجد اس تعلیم کا پرچار کرنے والی ہیں جو پیار و محبت اور حلم کی بنیاد ڈالنے والی ہیں۔ ہم تو ہر حال میں صلح کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے دنیا کو امن دینے کے خواہشمند ہیں۔ ہماری مساجد تو صرف خدائے واحد کی عبادت کا حق ادا کرنے کیلئے بنائی جاتی ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7/ نومبر 2008ء)

❁......ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ ے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 16/ جون 2004ء بمقام بیت السبوح فرنکفرٹ میں جماعت جرمنی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’**حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بھی یورپ میں مسجدیں بنانے کی خواہش تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بھی یہ خواہش تھی اور انہوں نے آپ لوگوں کی استعدادوں کو دیکھتے ہوئے دس سال میں 100 مساجد بنانے کی تحریک فرمائی** لیکن کچھ سستیوں اور کچھ معاشی حالات کی وجہ سے یہ تعمیر نہ ہو سکی۔ **پھر مَیں نے حالات کے مطابق امیر صاحب کو کہا کہ پانچ مسجدیں ہی ہر سال بنائیں** کیونکہ جرمنی جماعت کی سابقہ روایات کو دیکھ کر میرا خیال تھا اور ہے کہ جو بھی حالات ہوں آپ اتنی مساجد ہر سال بنائیں گے اور اللہ کے فضل سے بنا سکنے کی پوزیشن میں ہیں اور انشاء اللہ **جرمنی یورپ کا پہلا ملک ہوگا جہاں کے سوشہروں یا قصبوں میں ہماری مساجد کے روشن مینار نظر آئیں گے اور جن کے ذریعہ سے اللہ کا نام اس علاقے کی فضاؤں میں گونجے گا۔** جو بندے کو اپنے خدا کے قریب لانے والا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین‘‘

❁......17/ اگست 2004ء کے خطبہ جمعہ میں محترم امیر صاحب جرمنی کے تعارفی کلمات برموقعہ افتتاح مسجد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

’’دوسرے انہوں نے کہا کہ اِس خلافت کے دور میں سو مساجد کا وہ وعدہ جو خلافتِ رابعہ کے دور میں کیا تھا اُس کو پورا کرنے والے ہوں۔ **مَیں تو کہتا ہوں کہ آپ یہ عہد کریں کہ سو مساجد کیا وہ تو ہم چند سالوں میں بنا لیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو خلافتِ خامسہ کے اِس دور میں ہم جرمنی کے ہر شہر میں مسجد بنائیں گے۔** تو یہ عہد آپ کریں تو اللہ تعالیٰ انشاء اللہ آپ کی مدد بھی کریگا اور اللہ تو کہتا ہے کوشش کرو اور مجھ سے مانگو اور مَیں دوں گا۔ امید ہے انشاء اللہ اپنے حوصلے بھی بڑھائیں گے، اپنے ٹیلنٹ بھی بڑھائیں گے اور اپنی کوشش بھی بڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے۔ آمین۔‘‘

پس اے فرزندانِ توحید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جماعت احمدیہ ساری دنیا میں مساجد کی تعمیر اِس لئے کر رہی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ مساجد:

☆ اللہ کا گھر ہیں۔ مساجد بہترین تربیت گاہ ہیں۔

☆ مسجد ایسی جگہ ہے جہاں ہر مذہب وملت کا آدمی اور ہر متلاشیٔ حق بغیر روک ٹوک کے اسلام کی طرز عبادت اور اس سے فوائد کو آزادی کے ساتھ اپنے آنکھ سے ہر وقت دیکھ سکتا ہے۔

☆ مسجد کے ذریعہ مومنین اکٹھے ہو کر اپنے ایمان کو تازہ کرتے ہیں۔

☆ مسجد کا مادی وجود ہر محلّہ، شہر، ہر ملک اور ہر برِّ اعظم میں خود اسلام کا قائمقام ہے۔

☆ یہاں لوگ اپنی روح کو پاک کرتے ہیں۔

☆ یہ وہ جگہ ہے جو خالصۃً اللہ کیلئے ہے۔ یہاں اتحاد، امن، بھائی چارے، محبت اور اخوت کا درس دیا جاتا ہے۔

☆ یہاں پر مساواتِ انسانی سکھائی جاتی ہے۔ یہاں بادشاہ، مزدور، عالم اور جاہل، امیر اور غریب، بوڑھا اور جوان ایک ہی صف میں دوش بدوش کھڑے نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’مساجد تو دراصل بیت المساکین ہوتی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم)

☆ مساجد تقویٰ کے قیام کا ذریعہ ہیں۔ دنیا سے فساد ختم کرنے کا ذریعہ ہیں۔

☆ مساجد کے ذریعہ سے انسانی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے دکھ درد دور کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔

☆ یہاں پر مومنین پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اُن کو ایک نور دیا جاتا ہے۔

پس آج جماعت احمدیہ ساری دنیا میں اللہ کے گھر بنا رہی ہے تو اس کے پیشِ نظر یہ مقاصد ہیں۔ پس اے شمع احمدیت کے پروانو! اٹھو اور خدا کے پیاروں، اپنے محبوب خلفاء کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ساری دنیا میں خدا کے گھر تعمیر کر دو تا کہ ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کی

توحید غالب آ جائے اور دنیا میں امن قائم ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو۔ ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اِس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا، تمہارا بولنا اور خاموش رہنا میرے ماتحت نہ ہو۔" (الفضل 4/ ستمبر 1937ء)

۞......پھر فرمایا:

"تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے تو بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے اُدھر سے ہٹ جاؤ۔"

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 515)

پس آج جماعت احمدیہ نے جو اپنے امام سے والہانہ محبت کرتی ہے اور عشق و وفا میں بڑھنے کیلئے بے چین رہتی ہے اور اپنے امام کے اشاروں پر چلتی ہے تعمیر مساجد کے سلسلہ میں اپنا تن من دھن قربان کر دینے کا عہد کر رکھا ہے۔ اِس وقت موزوں ہوگا کہ مَیں چند نمونے آپ کے سامنے رکھوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جب مسجد برلن کی تحریک فرمائی تو حیرت انگیز قربانی کے نمونے دیکھنے کو ملے۔

حضورؓ نے خود 21/ اکتوبر 1956ء کو لجنہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ان قربانیوں کا ذکر فرمایا:

☆ حضرت سیدہ امّ طاہر کی والدہ زندہ تھیں۔ انہوں نے اُسی وقت اپنی بہوؤں اور بیٹیوں کو بلایا اور کہا سب زیور اتار دو۔ مَیں یہ سب زیور مسجد برلن میں دوں گی۔ چنانچہ وہ سارا زیور بیچ کر مسجد برلن کیلئے چندہ دیا گیا۔

☆ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ (حضرت اماں جانؓ) نے جائیداد فروخت کر کے پانچ سو روپے ادا کئے۔

☆ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے ایک ہزار روپیہ دیا۔ اِسی طرح سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا، بیگم حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ، بیگم حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ، بیگم خان بہادر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی نمایاں حصہ لیا۔

☆ ایک نہایت غریب اور ضعیف بیوہ جو بمشکل سونٹی لے کر چل سکتی تھیں، خود چل کر آئیں اور حضور کی خدمت میں دو سو روپے پیش کئے۔ یہ عورت غریب تھی اور اس نے مُرغیاں پال رکھی تھیں جن کے انڈے فروخت کر کے اپنی ضروریات پوری کرتیں اور باقی دفتر کی امداد پر گزارا چلتا تھا۔

☆ ایک بیوہ عورت جو یتیم پال رہی تھیں، زیور، نقدی کچھ بھی پاس نہ تھا۔ اُس نے استعمال کے برتن ہی چندہ میں دے دیئے۔

☆ ایک بھاگلپوری دوست کی بیوی دو بکریاں لے کر پہنچی اور کہا کہ اِن کے سوا ہمارے گھر میں کچھ نہیں، قبول فرمائیں۔

یہ ایک لمبی داستان ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب یورپین سنٹرز کی تحریک فرمائی تو جماعت نے اپنی روایات کے مطابق والہانہ لبیک کہا۔ آپ نے واقعات بیان فرمائے تھے کہ:

☆ ایک بچی کا خط آیا کہ وہ ڈیپ فریزر کیلئے کافی دیر سے پیسے اکٹھے کر رہی تھی۔ اُس نے لکھا کہ وہ پیسے اب آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

☆ ایک بیمار عورت نے ہسپتال سے لکھا کہ دعا کریں مَیں جلد صحت یاب ہو جاؤں تو گھر میں رکھا زیور آپ کی خدمت میں دے سکوں۔ فی الحال جو پاس ہے وہ دے رہی ہوں۔

☆ ایک نوجوان نے جرمنی سے لکھا کہ وکیل کی فیس کیلئے دو ہزار مارک تھے۔ وہ آپ کی خدمت میں دے رہا ہوں۔ کیس کا اللہ حافظ ہے۔ مگر خدا نے اس کی فیس کا بندوبست کر دیا۔

☆ ایک نوجوان نے جرمنی سے لکھا کہ جو کچھ میرے پاس تھا وہ آپ کی اِس تحریک میں پیش کر دیا ہے۔ بیگم کو خطاب سنایا تو وہ ساتھ ساتھ روتی جاتی تھی اور کہتی تھی کاش میرے پاس زیادہ ہوتا تو میں اور دیتی۔ جتنا تھا وہ دے دیا۔

☆ ایک نئی دلہن نے اپنے سارے زیورات پیش کر دیئے۔

☆ ایک بچی نے انعامات کی رکھی ہوئی رقم حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔

آج بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ خامسہ کے دور میں جماعت بے شمار قربانیاں کر رہی ہے۔ خاکسار کو جرمنی میں 100 مساجد کی سکیم کے تحت دوروں کی توفیق ملتی ہے۔ جماعت کے افراد خدا تعالیٰ کی راہ میں دینے کیلئے مچل رہے ہوتے ہیں اور یہ نظارے انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔

۞......حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

"مَیں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل)

۞......حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"جماعت احمدیہ جیسی آج کوئی جماعت نہیں ہے۔ یہ خلاصہ ہے کائنات کا۔ کیسے ممکن ہے کہ خدا اِس جماعت کو مٹنے دے؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے متکبر آئے ہیں پہلے بھی مٹانے کیلئے اور خود مٹ کر صفحۂ ہستی سے غائب ہو گئے۔ اور بھی بہت آئیں گے، کیونکہ جماعت کا جو راستہ ہے یہ تو راستہ ہی قربانیوں کا ہے۔ لیکن مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اِن بندوں کو خدا مٹنے نہیں دے گا جن کے اندر خدا کی محبت اس طرح ٹھاٹھیں مار رہی ہو اور جو کچھ خدا نے دیا وہ پیش کرتے ہوں اور پھر روتے ہوں کہ ہم پیش کچھ بھی نہیں کر سکے۔" (خطبہ جمعہ 29 جون 1984ء)

ایسا سُر ایسی تال ہو جائے
فرشِ دل پہ دھمال ہو جائے

رنگ جائے جو رنگِ جاناں میں
آپ اپنی مثال ہو جائے

نارِ دوزخ حرام ہو اُس پر
جس کا قرآں جمال ہو جائے

ہو کڑی دھوپ تو مرے سر پر
تیرا سایا ہی ڈھال ہو جائے

شکر تیرا، تری امان میں ہیں
ورنہ جینا مُحال ہو جائے

کر طبیبا کوئی دوا دارو
ٹھیک دنیا کا حال ہو جائے

مُردہ روحیں دوبارہ جی اُٹھّیں
کوئی ایسا کمال ہو جائے

پھر وہی شان و شوکتِ اسلام
یا الٰہی بحال ہو جائے

رَت جگا کوئی اب ظفر کر لو
جانِ جاں سے وصال ہو جائے

(مبارک احمد ظفر)

پس آج ہمارا یہ کام ہے کہ ہم خدا کی رضا کی خاطر قربانیاں دیتے چلے جائیں۔ باقی کام تو خدا تعالیٰ کے ہیں۔ فتوحات مقدر ہیں اور ساری دنیا میں جماعت نے پھیلنا اور غالب آنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیاء، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔" (رسالہ الوصیت صفحہ 7)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یہ دور جس میں خلافتِ خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی فتوحات کا دور ہے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کُھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔ مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا، انشاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ ترقی رکنے والی ہے۔"

(خطاب 27/ مئی 2008ء)

آج مَیں اپنی اِن گزارشات کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں پر ختم کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

"خدا تمہاری محنتوں، محبتوں، جانفشانیوں کو رحم سے دیکھے اور قبول فرمائے اور آخر تک استحکام اور استقلال بخشے یہاں تک کہ کوچ کا وقت آ جاوے اور تم اپنے اقرار کے پورے پکے رہنے والے ہو اور اللہ کی رضا کے حاصل کرنے والے اور مقدم کرنے والے بنو۔ آمین۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ ہماری جو بھی مسجد بنے اُس کی خالص بنیاد تقویٰ پر ہو اور ہمیشہ ہمارا شمار اللہ تعالیٰ کے عبادت گزاروں میں سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے ہوں اور اپنی ساری مرادیں اور خواہشیں اُس کے حضور پیش کرنے والے ہوں اور اُس خدا کو سب قوتوں کا مالک اور سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھتے ہوں اور خالص اُسی کے ہو جائیں اور اُسی کے حکم کے مطابق و موافق مسجدوں کو آباد کرنے والے بھی ہوں۔ دنیا میں جہاں بھی جماعت کی مساجد ہیں اللہ کرے کہ وہ گنجائش سے کم پڑنے لگ جائیں اور نمازیوں سے چھلک رہی ہوں۔ یاد رکھیں اسلام اور احمدیت کی فتح اب اِن مسجدوں کو آباد کرنے سے ہی وابستہ ہے۔ پس اے احمدیو! اٹھو اور مسجدوں کی طرف دوڑو اور اِن کو آباد کرو تا کہ الٰہی وعدوں کے مطابق ہم جلد از جلد اسلام اور احمدیت کی فتح کے دن دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے اور یہ دن دیکھنے نصیب کرے۔ آمین۔"

(خطبہ جمعہ 3/ اکتوبر 2003ء)

۞۞۞۞۞۞

درود شریف پڑھنے کے مواقع

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(i) مسجد میں آتے اور جاتے وقت۔ (ii) جہاں اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام یا تذکرہ آئے۔ (iii) ہر دعا کے اوّل و آخر میں۔ (iv) نمازوں میں۔ (v) جمعرات اور جمعہ کو اکثر وقت۔

(الحکم 10 جون 1903ء صفحہ 3)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم ضیاءالدین حمید ضیاء صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3/دسمبر 2007ء میں مکرمہ ط۔شکیل صاحبہ اپنے والد محترم ضیاء الدین حمید ضیاء صاحب کی زندگی سے چند اہم واقعات پیش کرتی ہیں۔

محترم ضیاءالدین صاحب 12/جولائی 1927ء کو یاری پورہ کشمیر میں حضرت حکیم نظام الدین صاحبؓ (سابق مربی کشمیر) کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ احمدیہ قادیان میں حاصل کی۔ جنگ عظیم دوم کے دوران حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر فوج میں بھرتی ہوگئے۔ ٹریننگ کے بعد آپ دارجیلنگ (بنگال) میں مقامی افسر خرید مقرر ہوئے۔ یہاں پہلے سے پانچ چھ احمدی گھرانے آباد تھے۔ آپ کے ذریعہ نماز کا مرکز بھی قائم ہوا لیکن مسلسل بارش کے باعث احباب جمعہ کے لئے بھی نہ آسکتے تھے۔ چنانچہ آپ کی تحریک پر ایک جمعہ کے روز تمام احمدی دوستوں نے اجتماعی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ جمعہ کے وقت تین گھنٹہ کیلئے بارش روک دیا کرے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور پھر ہر جمعہ کی دوپہر بادل چھٹ جاتے اور سورج نکل آتا۔

جب آپ کی دارجیلنگ میں تعیناتی ہوئی تو وہاں بدعنوانی کا بازار گرم تھا۔ آپ کو بھی نو ہزار روپے ماہانہ تک کی پیشکش ہوئی لیکن آپ نے ردّ کردی۔ پھر بدعنوان افسر نے آپ کو بلاکر کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ آپ رشوت نہیں لیتے لیکن دوسروں کو تنگ نہ کریں۔ آپ نے کہا کہ ٹھیک ہے، لیکن مَیں بری الذّمہ ہوں۔ بعد میں آپکی نیک شہرت وہاں پھیل گئی اور افسران بالا بھی آپ کا احترام کرنے لگے۔ بدعنوانی کی شکایات پر ایک بریگیڈیئر صاحب کو تحقیقات کے لئے وہاں بھجوایا گیا تو وہ آپ کے کام سے اتنے خوش ہوئے کہ ایک دوسرے علاقے گھوم کے ملٹری فارمز کی چیکنگ کی ڈیوٹی آپ کی لگادی گئی۔ اُن فارمز کا افسر ایک انگریز میجر تھا۔ آپ نے مختلف طریقوں سے چیکنگ کی اور رپورٹ لکھی کہ نہ صرف فوج کو سپلائی کم آرہی ہے بلکہ فارم پر جتنے مزدور کام کرتے ہیں، اُن سے دوگنے کی تنخواہ لی جارہی ہے۔ پھر آپ کو دارجیلنگ، گھوم اور کالم پانگ کے سینٹرز کا انچارج بنادیا گیا۔ جب جنگ ختم ہوگئی تو آپ کو سزا دینے کے لئے ایک ہندوستانی مسلمان افسر نے انگریز افسروں کے ساتھ مل کر ایک کیس بنادیا اور آپ کا کوٹ مارشل کردیا گیا۔ یہ مقدمہ چھ ماہ تک چلتا رہا جس کی باقاعدہ اطلاع آپ حضرت مصلح موعودؓ کو بغرض دعا دیتے رہے۔ فیصلہ میں نہ صرف آپ کو بری کردیا گیا بلکہ مخالفین کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ دائر کرنے کی اجازت بھی دی گئی۔ اس پر مخالفین نے اپنے ایک عزیز سے مدد مانگی جو بریگیڈیئر تھے۔ لیکن یہ وہی بریگیڈیئر نکلے جو دارجیلنگ میں آپ سے ملے تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو مبارکباد دی اور پھر آپ کی خواہش پر انہوں نے آپ کو فوج سے ریلیز کرواکر قادیان کی ریل کا ٹکٹ لے دیا۔

قادیان میں آپ نے تحریک جدید کے تحت شعبہ تجارت میں زندگی وقف کردی اور آپ کو ممبئی بھجوادیا گیا۔ بطور درویش بھی آپ کو حفاظت مرکز کی سعادت ملی۔ نومبر 1947ء کو آپ کو لاہور جانے کا ارشاد ہوا۔ یہاں آپ کو کہا گیا کہ فی الحال کہیں ملازمت کرلیں، ضرورت پڑنے پر بلالیا جائے گا۔ چنانچہ آپ بطور پٹواری بھرتی ہوگئے اور ملتان میں تعینات ہوئے۔ اپنی دیانت اور زیرک ہونے کی وجہ سے آپ تحصیلدار کے بہت قریب ہوگئے۔ لیکن پھر یہ نوکری پسند نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے استعفیٰ دیدیا۔ اگرچہ تحصیلدار صاحب نے بہت اصرار کیا کہ آپ ملازمت نہ چھوڑیں تو جلد ہی ترقیاں دی جاتی رہیں گی۔ لیکن آپ کا دل اُچاٹ ہوچکا تھا۔ چنانچہ آپ لاہور آکر فوج کے محکمہ صحت میں ملازم ہوگئے۔

فوج کی ملازمت میں کئی ایمان افروز واقعات ہوئے۔ جب آپ بنوں میں تھے تو ایک مولوی صاحب نے خطبہ جمعہ میں آپ کو اور حضرت مسیح موعودؑ کو بُرا بھلا کہا۔ لیکن ایک رات جب وہ اپنی بیوی کی شدید تکلیف سے پریشان ہوکر آپ کے دروازہ پر آئے تو آپ کے حسن سلوک سے متأثر ہوکر اگلے روز انہوں نے معافی مانگی۔ آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آئندہ خطبہ میں یہ کہہ دیں کہ وہ باتیں غلط تھیں۔ مولوی صاحب اتنے جرأت مند نکلے کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اگلے خطبہ میں ہی آپ سے معافی مانگی۔

ایک بار جنرل عتیق الرحمٰن نے آپ کی ڈسپنسری کی انسپکشن کی تو اس بات پر آپ کو بیٹھکیں نکالنے کی سزا دی کہ آپ نے غلط پاؤں اٹھاکر سلیوٹ کیا تھا۔ آپ نے کہا کہ جنرل صاحب! آپ کو میرا پاؤں تو نظر آگیا لیکن پتلون نظر نہیں آئی جو مَیں نے ٹانگوں کی تکلیف کی وجہ سے شدید گرم موسم میں بھی اتنی موٹی پہنی ہوئی ہے۔ اس پر جنرل صاحب نے واپس جاکر آرڈر بھجوائے کہ آئندہ آپ کو میڈیکل آفیسر کے برابر اختیارات حاصل ہوں گے اور کوئی آپ کے کام میں مداخلت نہیں کرے گا۔

بنوں میں فوج اور عوام میں آپ اتنے مقبول تھے کہ جب آپ کی تبدیلی ایبٹ آباد ہوئی تو آپ کو الوداع کہنے والوں میں قبائلیوں کی بھی بڑی تعداد موجود تھی جن میں سے کئی رو رہے تھے۔ پھر آپ تبدیل ہوکر لاہور آگئے۔ یہاں ایک وارڈ میں ایک میجر صاحب نے کہا کہ مَیں چالیس روز سے بخار میں مبتلا ہوں، لگتا ہے کہ آخری وقت آگیا ہے، مجھے میرے علاقہ کے ہسپتال میں بھجوادیں۔ آپ نے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مریض کنسلٹنٹ کے زیرعلاج ہے اس وجہ سے آپ اُس کا علاج نہیں کرسکتے۔ اس پر آپ نے رات کو بہت دعا کی۔ اگلے روز پتہ چلا کہ کنسلٹنٹ دس روز کی چھٹی پر چلے گئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے دعا کے ساتھ علاج شروع کیا تو دوسرے ہی روز مریض کا بخار ٹوٹ گیا۔

پھر آپ کو میڈیکل سٹور میں لگادیا گیا۔ آپ کی نیک شہرت ایسی تھی کہ آپ کے کرنل افسر نے اپنے افسرانِ بالا کے پوچھنے پر کہ ہسپتال سے سامان کی سمگلنگ کیسے روکی جائے، یہ مشورہ دیا کہ کسی احمدی کو وہاں پر لگادیں۔ چنانچہ ایک احمدی افسر سردار خان صاحب کو وہاں تعینات کردیا گیا۔

لاہور میں ہی ایک شام حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ہسپتال میں کسی کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو فرمایا کہ ضیاء صاحب! آپ کو تو ربوہ میں ہونا چاہئے۔ جب حضرت میاں صاحبؓ بیمار ہوئے تو بھی انہوں نے آپ سے دوبارہ اسی خواہش کا اظہار فرمایا۔ آپ نے عرض کیا کہ ابھی تو بہت مشکل نظر آتا ہے لیکن آپ خاص دعا کریں۔ حضرت میاں صاحبؓ کی وفات کے بعد آپ نے اُن کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا: آپ لیفٹیننٹ بن جائیں گے لیکن آپ کے لئے ربوہ جانا فوج سے بہتر ہے۔ اس خواب کے بعد آپ نے اصرار کرکے فوج سے فراغت حاصل کرلی اگرچہ آپ کو کہا گیا کہ صرف ایک ماہ بعد آپ کو کمیشن دے کر لیفٹیننٹ بنایا جارہا ہے اس لئے سوچ لیں۔ لیکن آپ فیصلہ کرچکے تھے چنانچہ فراغت حاصل کرکے ربوہ آگئے۔

ربوہ میں جب آپ نے حضرت مرزا منور احمد صاحب سے حالات بیان کئے تو انہوں نے فرمایا کہ ہسپتال میں تو کوئی آسامی ہی خالی نہیں۔ چنانچہ آپ نے لالیاں میں کلینک کھول لیا۔ لیکن طبیعت میں بے چینی تھی چنانچہ بہت الحاح کے ساتھ دعا میں لگ گئے کہ یہی کام کرنا تھا تو فوج کی ملازمت کیوں چھوڑتا۔

ایک روز حضرت میاں صاحب نے آپ کو دوبارہ بلوایا اور فرمایا کہ افسوس کہ ہسپتال میں کوئی جگہ نہیں ہے لیکن حضرت مصلح موعودؓ کے لئے ایک فزیوتھراپسٹ کی ضرورت ہے اس لئے آپ آجائیں۔ آپ نے کہا کہ مجھے فزیوتھراپی کا تجربہ نہیں ہے لیکن انہوں نے کہا کہ آپ حضورؓ کے معالج ڈاکٹر صاحب سے کراچی جاکر مل لیں۔ چنانچہ آپ کراچی آکر اس خدمت پر مامور ہوگئے۔ اکتوبر 1965ء میں حضرت میاں صاحب نے آپ سے پوچھا کہ کیا حضورؓ اس سال جلسہ سالانہ پر تشریف لاسکیں گے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جس حساب سے حضورؓ کی صحت بہتر ہورہی ہے، اس حساب سے تو انشاءاللہ تشریف لاسکیں گے۔ لیکن دوسری طرف آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اُمّ ناصر صاحبہؓ آکر حضورؓ کو ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئی ہیں۔ چنانچہ نومبر میں ہی حضورؓ کی وفات ہوگئی۔

محترم ضیاء الدین صاحب کو ربوہ میں اپنے محلّہ کے صدر جماعت کے طور پر بھی خدمت کا موقع ملا اور جرمنی میں بھی اپنی جماعت کے صدر ہیں۔

مکرم بشارت احمد صاحب درویش

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17/جولائی 2007ء میں مکرم طاہر احمد کاشف صاحب مربی سلسلہ نے اپنے والد محترم بشارت احمد صاحب کا ذکرخیر کیا ہے جو یکم دسمبر 2006ء کو ٹورانٹو کینیڈا میں 87 سال کی عمر میں وفات پاگئے اور مقبرہ موصیان ٹورانٹو میں تدفین ہوئی۔

مکرم بشارت احمد صاحب 19 دسمبر 1919ء کو گولیکی گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مکرم میاں خوشی محمد صاحب پہلی جنگ عظیم کے بعد قادیان چلے گئے تھے جہاں حضرت مصلح موعودؓ کے باڈی گارڈ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ تقسیم ہند کے بعد بھی یہ خدمت جاری رہی۔ تاہم مکرم بشارت احمد صاحب جنگ عظیم دوم کے دوران فوج میں بھرتی ہوئے اور سنگاپور، برما، ملایا کے محاذوں پر رہے۔ جنگ کے بعد قادیان آگئے اور تقسیم ملک کے کچھ عرصہ بعد گجرات اور لاہور سے ہوکر ربوہ آگئے۔ 1948ء میں حفاظت مرکز کے لئے قادیان گئے جہاں سے 1950ء میں واپسی ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ جب 1950ء میں کوئٹہ تشریف لے گئے تو آپ حضورؓ کے ساتھ کوئٹہ چلے گئے اور پھر وہیں قیام کرلیا اور سول ہسپتال میں ملازم ہوگئے جہاں سے 1979ء میں ریٹائر ہوئے۔

آپ بہت قانع، خوددار اور محنتی تھے۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ نماز تہجد کے آخر تک پابند رہے۔ کوئٹہ کی برفباری کے دوران مسجد دُور ہونے کے باوجود پیدل جاکر پانچوں نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرتے۔ اپنے بچوں کی نماز باجماعت کی بھی نگرانی فرماتے۔ چندہ جات کا بھی خاص خیال رہتا۔ خدمت دین کی نصیحت کرتے رہتے چنانچہ دو بیٹوں کو ربوہ بھجواکر قرآن کریم حفظ کروایا اور خاکسار کے جامعہ میں داخلہ پر بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے واقعات گھنٹوں بیان کرتے اور سلسلہ کے اخبارات وکتب ہمیشہ زیرمطالعہ رکھتے۔

رسالہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا جولائی تا ستمبر 2008ء میں مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب کی نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ خدا
کیوں بھلا بیٹھے ہو تم روزِ جزا
جو لگایا میرے مولا نے شجر
کاٹ ڈالو گے اسے کیسے بھلا؟
ظلم کرتے ہو عبث تم رات دن
کیوں بنے پھرتے ہو تم خود ہی خدا
یاد رکھنا جب پکڑتا ہے خدا
نقش دھرتی سے وہ دیتا ہے مٹا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8/جنوری 2008ء میں مکرم رشید قیصرانی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

تپتے ہوئے صحرا میں کبھی صحنِ چمن میں
ڈھونڈا ہے تجھے ہم نے کبھی کوہ و دمن میں
تنہائی شب میں کبھی غوغائے سحر میں
دیکھی ہے تری راہ ہر اک رہ گزر میں
ریت ان کی عجب، جرم ہمارے بھی عجب تھے
اور شہرِ ستم گر کے تقاضے بھی عجب تھے
کہتے تھے کہ سر اپنا اٹھا کر نہ چلیں ہم
سینوں پہ ترا نام سجا کر نہ چلیں ہم
یہ جرم تھا اپنا کہ سر عام کہا ہے
تُو سب سے بڑا، سب سے بڑا، سب سے بڑا ہے

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 16 | Friday 18 December, 2009 | Issue No. 51

بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 10

اور اللہ تعالیٰ وقت آنے پر تمہیں اس خزانے میں سے حصہ دے دے لیکن نیک جوڑے مانگتے ہوئے کہیں ابھی سے خیالی پلاؤ نہ پکانے شروع کر دینا۔ ابھی چھوٹی عمر میں ہرگز تم لوگ شادی وادی کے قابل نہیں ہو اور نہ شادی ہو سکتی ہے۔ ابھی تم نے قابل بننا ہے، پڑھنا ہے، جماعت کے لئے مفید وجود بننا ہے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ رشتے بھی بابرکت ہو جائیں گے۔ پس یہ بات بچوں کو ہمیشہ پلّے باندھنی چاہئے کہ دعا تو ضرور کریں لیکن کسی آئیڈیل کے تصور کو کبھی قائم نہ کریں۔ کیونکہ پھر آئیڈیل کی تلاش میں کئی غلط کام ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سکولوں میں دوستیاں ہیں اُن میں احتیاط کریں۔ اس کی یعنی دوستیوں میں بڑی محتاط سلیکشن ہونی چاہئے۔ ایسے دوست ہوں یا ایسی سہیلیاں ہوں بلکہ لڑکیوں کی تو سہیلیاں ہی ہونی چاہئیں یا دوست سے میری مراد یہ ہے کہ سہیلیاں دوست، لڑکیاں دوست کہ جو قابل اعتماد ہوں اور برائیوں سے بچنے والی ہوں۔ سکولوں اور کالجوں میں لڑکے لڑکیوں کے ذریعے دوستی دوستی کے نام پر ہی پھر شیطان اپنا کام کر جاتا ہے۔ اور کئی مرتبہ میں کہہ بھی چکا ہوں کہ عورتوں کو بہت زیادہ اپنے تقدس کا خیال رکھنا چاہئے۔ بچیوں کو بہت زیادہ اپنی پاکیزگی اور اپنی عزت کا خیال رکھنا چاہئے اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ جو کام آپ اپنے والدین اور بزرگوں اور جماعت کے عہدیداروں کے سامنے نہ کر سکیں وہ غلط ہے، وہ زہر ہے اور گناہوں کی طرف لے جانے والا ہے۔ اس لئے ہمیشہ ایسے صاف ستھرے عمل رکھیں جو ہر ایک کے سامنے کئے جا سکیں۔

ناصرات کی آخری عمر بارہ سے پندرہ سال کی بچیوں اور لجنہ کی ابتدائی عمر کی بچیوں کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ یہی عمر ہے جس میں شیطان بہت زیادہ انسان کو قابو میں کرتا ہے۔ اور جیسا کہ میں شروع میں بیان کر چکا ہوں غیر مذہب والوں اور خدا سے دور ہٹے ہوئے لوگوں سے کبھی متاثر نہ ہوں۔ دجال مختلف طریقوں سے اپنے جال میں پھنساتا ہے۔ کبھی پیار سے اور کبھی رعب سے اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے۔ پس تم نے دعائیں کرتے ہوئے اُس کے حملوں سے بچنا ہے۔

ایک اہم خواب کا بھی میں ذکر کرنا چاہتا ہوں جو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے دیکھی۔ ایک دفعہ بچیوں کو نصیحت کر رہی تھیں۔ کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے گھر کے اس صحن میں (قادیان کے صحن کی مثال بیان کر رہی ہیں کہ وہاں) کرسی پر تشریف رکھتے ہیں، کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو میں کرسی کے ساتھ آپؑ کے پاس کھڑی ہوں۔ اُس وقت میری لڑکی منصورہ بیگم سوا ڈیڑھ سال کی تھیں۔ یہ حضرت منصورہ بیگم تھیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پہلی بیگم تھیں۔ کہتی ہیں کہ وہ میری گود میں تھی تو مَیں نے دیکھا وہ بھی ایک طرف پھر رہی ہے کہ ایک سفید پوش شخص آیا۔ ایک شخص آیا جس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ایک جانب کھڑا ہو کر کہا کہ حضور علیہ السلام! لڑکیوں کی بابت کیا حکم ہے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے نظر اٹھائی اور بہت پُر جوش آواز میں فرمایا کہ جب تک تم اپنی لڑکیاں بنیادوں میں نہیں دو گے احمدیت کی عمارت کھڑی نہیں ہو سکتی۔ تو کہتی ہیں کہ خواب کے بعد اس وقت یہ تعبیر میرے ذہن میں آئی اور یہ بڑی صحیح تعبیر ہے کہ ایک تو لڑکیوں کو تعلیم دینی اور نیک تربیت کرنا ضروری ہے۔ اُن کی تعلیم کا بھی خیال رکھنا چاہئے اور ساتھ ہی اُن کی نیک تربیت کا بھی خیال رکھنا چاہئے تا کہ وہ آگے اولادوں کی دینی تعلیم و تربیت پر پوری طرح توجہ کر سکیں جب اُن پر وقت آئے اور مبارک نسل کا سلسلہ چلتا رہے۔

دوسرے یہ کہ لڑکوں کی بیویاں بھی احمدی لائیں۔ یہ بڑی عورتوں کے لئے بھی نصیحت ہے بعض دفعہ یہاں آجاتی ہیں کہ فلاں سے رشتہ کر دیں، فلاں سے رشتہ کر دیں، ہمارا لڑکا مانتا نہیں۔ تو اُس کو منوائیں کہ لڑکوں کی بیویاں بھی احمدی لائیں۔ آخر احمدی لڑکیوں نے بھی کہیں بیاہ کر جانا ہے۔ جب احمدی لڑکیوں کو ہم اجازت نہیں دیتے کہ باہر کسی غیر احمدی سے بیاہیں تو پھر لڑکوں کو اپنے جذبات کی قربانیاں دینی چاہئیں اور احمدی لڑکیوں سے بیاہ کرنے چاہئیں۔ کہتی ہیں کہ بیویاں بھی احمدی لائیں تا کہ نسل خراب نہ ہو۔ یہ بھی بڑی ضروری چیز ہے۔ ماں کا اثر بہت ہوتا ہے۔ ماں کی گود سے بچہ پہلا اثر لیتا ہے۔ میں نے بہت احمدی خواتین کو یہ خواب سنائی ہے اور اب بھی لکھتی ہوں کہ زمانے اور باہر کی عام صحبت بہت تباہ کُن ہے۔ آپ سب کا فرض اوّلین ہے کہ احمدیت کی عمارت کی بنیادوں کو اس قابل بنائیں کہ یہ عمارت تا قیامت مضبوط رہے۔ پس لڑکیوں کی معمولی اہمیت نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے جوش سے خواب میں جو یہ فرمایا کہ ان کو بنیادوں میں دو تو اس لئے کہ اگلی نسل کی عمارت جو ہے وہ لڑکیوں نے ہی قائم کرنی ہے۔ جس طرح جس حد تک ہم لڑکیوں کی بہترین تربیت اور ان کی دنیاوی تعلیم بھی، اُن کی دینی تعلیم بھی کر سکتے ہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر گھر میں اور ہر بچی کے دل میں نیکی اور تقویٰ کا بیج ڈالے اور اُس کے بہترین پھل حاصل ہوں۔ اور یہی اصل چیز ہے جس کو اگر ہم نے قائم کر لیا تو ہماری آئندہ نسلوں کی نیک تربیت کی بھی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہوش میں آنے والی بچیوں کا بھی کام ہے کہ اس طرف توجہ دیں۔ ماں باپ کا بھی کام ہے کہ اس طرف خاص توجہ کریں اور لجنہ کی تنظیم کی ہر عہدیدار کا بھی فرض ہے۔ اگر عہدیداران کی اپنی تربیت ہو گی تو وہ آگے تربیت کر سکتی ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے عہدیداران خود اپنی تربیت کی طرف توجہ کریں اور اُس تعلیم کو حاصل کرنے کی کوشش کریں، سمجھنے کی کوشش کریں، عمل کرنے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے اور یہی تربیت ہے جو گھریلو مسائل بھی حل کرے گی، معاشرہ کے مسائل بھی حل کرے گی اور جماعتی وقار کو بھی بلند کرے گی اور پھر ہم آئندہ نسلوں کو سنبھالنے اور خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کا باعث بھی بنتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب بڑوں اور چھوٹوں کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کریں۔

❁❁❁❁❁❁

زیمبیا کے مشہور زرعی میلہ میں جماعت احمدیہ کا سٹال

(رپورٹ: محمد جاوید ۔ مبلغ سلسلہ زیمبیا)

زیمبیا مشرقی افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے جہاں ہر سال ایک زرعی میلہ منعقد کیا جاتا ہے جہاں پانچ دن تک مختلف قسم کے سٹالز لگائے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ زیمبیا بھی اس میں حصہ لیتی ہے۔ چنانچہ امسال بھی جماعت کا ایک سٹال لگایا گیا جہاں جماعت کے شائع شدہ تراجم قرآن کریم اور دوسری کتب کی نمائش کی گئی۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تصاویر بھی نمائش کے لئے رکھی گئیں تا کہ لوگ خود اپنی آنکھوں سے مسیح وقت کی زیارت کر سکیں۔

امسال بھی بہت سے احباب ہمارے سٹال پر آئے اور قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم میں بہت دلچسپی لی۔ اس موقع پر بعض پمفلٹس اور چھوٹی کتب زیادہ دلچسپی رکھنے والے مرد و زن میں مفت تقسیم کی گئیں۔ بعض عرب لوگ بھی ہمارے سٹال پر آئے جنہیں رسالہ التقویٰ تحفہ کے طور پر دیئے گئے۔ اس موقعہ پر بعض احباب نے قرآن کریم کے نسخے بھی خریدے۔ اسی طرح بعض دیگر کتب بھی خرید کی گئیں۔ اسی طرح قریباً تمام اسٹالز پر جماعتی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کوششوں کو باثمر بنائے اور زیمبیا میں بھی جماعت کی ترقیات کے جلد نظارے ہم دیکھنے والے ہوں۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینجر)

کونگو (کنشاسا) میں جماعتی سرگرمیاں

(رپورٹ: نعیم احمد باجوہ ۔ امیر و مشنری انچارج کونگو۔ کنشاسا)

مورخہ 27 ستمبر 2009ء کو کنشاسا میں ''امام مہدی کی آمد'' کے موضوع پر ایک مباحثہ ہوا جس میں جماعت کا ایک چار رکنی وفد شامل ہوا۔ اس مباحثہ میں اہل سنت، شیعہ، بہائی اور احمدی جماعت کے نمائندگان شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو اپنا موقف بھرپور انداز میں پیش کرنے کا موقع ملا۔ یہ مباحثہ چار گھنٹے تک جاری رہا۔ آخر پر مقررین اور حاضرین نے اقرار کیا کہ احمدی قرآن کریم، نبی کریم ﷺ اور احادیث کو مانتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ بعض احباب نے مزید تحقیق کے لئے رابطہ کرنے کا وعدہ کیا۔ جماعت کی طرف سے اسلامی اصول کی فلاسفی اور بعض پمفلٹس مفت تقسیم کئے گئے۔ مباحثہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی علمی و اخلاقی برتری قائم رہی۔ الحمد للہ

عید الفطر 20 ستمبر 2009ء کو منائی گئی۔ کنشاسا میں اجتماعی نماز ہوئی جس میں چھ صد کے قریب احباب شامل ہوئے۔ اس موقع پر غریب و مستحق طلبہ میں کتب اور کاپیاں وغیرہ تقسیم کی گئیں۔ لوکل ٹی وی سٹیشن نے عید کی خبر نشر کی اور تصاویر بھی شائع کیں۔

کنشاسا کے علاوہ دیگر شہروں میں بھی اجتماعات ہوئے۔ اور احباب نے عید کی خوشیاں منائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لئے یہ خوشیاں دائمی کر دے اور جماعتی ترقی کا باعث ہوں۔ آمین

❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد